چکاگو پرشن اُتر

شری شری شری شری ۱۰۰۸ شری آتمارام جی مہاراج جو کہ جین مت میں ایک بڑے مشہور سادھو ہو
چکے ہیں۔ انکے نام سے کون نا واقف ہوگا۔ اور انکی علمیت کون نہ جانتا ہوگا۔ جنکی تعریف بڑے بڑے انگریز
ودوانوں اور بڑے لائق پنڈتوں نے لکھی ہے۔ انہی مہاتما کا تالیف شدہ گرنتھ چکاگو پرشن اُتر جو کہ
اردو میں ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ کہ چھپوایا گیا ہے۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے۔ پہلے اسکی
قیمت ۱۲ رکھی گئی ہے۔ مگر اب ہر خاص و عام کے فائدہ کیلئے اسکی قیمت ۵ رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہر ایک
آدمی اس بے بہا رتن کا لابھ اٹھا سکے۔ اس کتاب میں مہاراج جی صاحب موصوف نے ایشور
کیا ہے۔ ایشور کیسا ماننا چاہیئے جینی اور دیگر مت والے کیسا ایشور مانتے ہیں۔ ایشور
جگت کا کرتا سدھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کرم کیا چیز ہے۔ کس کام سے کس کرم کا بندھ ہوتا ہے
اور کیا کیا پھل ہوتا ہے۔ ایک گتی سے دوسری گتی میں کون لیجاتا ہے۔ کرم اور جیو کا
کیا تعلق ہے۔ کرم جیو خود ہی کرتا ہے یا کوئی دوسرا کرواتا ہے۔ اپنے کیئے کرموں کا پھل
نمتوں کے ذریعے خود بھوگتا ہے یا کوئی دوسرا بھگتانیوالا ہے۔ سب متوں کا کس بارے میں اتفاق
ہے۔ آتما میں ایشور ہونیکی طاقت ہے یا نہیں۔ جیو موکش سے پھر سنسار میں نہیں آتا۔
دوسرے جنم کا ثبوت۔ ایشور کی بھگتی کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ اور کس طریقہ سے بھگتی کرنی
چاہیئے۔ انسان اور ایشور کا تعلق دیگر متوں والے مانتے ہیں۔ مورتی کیسی اور کیوں ماننی
چاہیئے۔ سادھو کا کیا دھرم ہے۔ گرہستی کا کیا دھرم ہے۔ ایشور اوتار دھارن کرتا ہے
یا نہیں۔ دھارمیک اور سنساریک زندگی کے نیتی پورک لکش۔ اوتار دھارن کرنے سے
مکت آتما ایشور میں کلنک آپتی۔ ایشور دوش رہت ہے یا دوش سہت ہے اسکی
شناخت زندگی کے خوف مٹانے کے قاعدے وغیرہ وغیرہ انیک تتوں کی باتوں کا اس
گرنتھ میں بیان ہے۔ ایسا اپیوگی گرنتھ ضرور دیکھنا چاہیئے۔ باوجود ایسی بے بہا
کتاب کی قیمت صرف ۵ فی جلد کر دیگئی ہے۔

نوٹ: مفت بانٹنے والے اصحاب کو [illegible] ہو جاویگی۔ بشرطیکہ دس جلد سے کم نہ خریدے۔
ملنے کا پتہ:- لبھو رام جینی زیرہ ضلع فیروز پور پنجاب۔

ضرور پڑھیئے
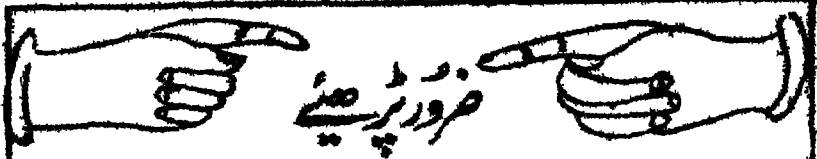
"التماس ضروری"

اس گرنتھ کی کاپی زیر اہتمام میرے لکھی گئی۔ اور
چھپی اور میں نے حتے الوسع اسکی درستی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں
چھوڑا۔ پھر بھی انسان خطا کا پتلا اور بھولن ہارا ہے
اس لئے میری کم فہمی سے اگر کوئی لفظ میری سمجھ میں نہ آیا ہو۔ یا درشٹی دوش
یا کسی اور پرکار سے کوئی اشدھی رہ گئی ہو۔ تو اسکا کارن بھوت
کمترین کو ہی سمجھیں۔ مہاراج جی صاحب اس سے بالکل مبرا ہیں
نیز اس کتاب کے نوٹ بھی میں نے ہی لکھے ہیں۔ اس لئے
اگر ان میں بھی کوئی اشدھی ہو۔ تو پاٹھک گن کھما کریں۔ اور
کرپا کر کے اطلاع دیویں۔ تاکہ دوسری بار کے ایڈیشن میں
درستی کیجاوے۔ یہ میرا سجن پرشوں سے بڑے ادب کے ساتھ التماس ہے۔

آپ کا شبھ چنتک
داس نتھو رام ولد لالہ رادھامل جینی زیرہ ضلع فیروزپور پنجاب

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	درست
الف	۹	سترن	سرن
۳	۱۰	کرشاستر	کرمین شاستر
۸	۱۹	مت	مٹھ
۹	۱	नमः	नमः
۹	۱	प्रेराणवादि	प्रेराणवादि
۹	۳	भिन्नादिनकाः	भिन्नानादि तातः
۱۴	۱۳	کیونکہ	کیوں
۱۵	۹ حاشیہ پر	جس نت	جین مت
۲۳	۱۰-۱۱	بھبھول	بھوون
۳۰	۶	جتیسے شتریستھ	جیسے جیو کے شتریتھ
۳۱	۲۱	سمجھائے گر	سمجھائی
۳۸	۲	ऽन	ऽन
۴۹	۲۱	شری بجیدیو	شری نجیدیو
۵۱	۲۰-۲۲	ہیں درست ہے وتی عائی نہیں	جاین ہیتوں کی
۵۲	۲۱	لکھتے ہیں	لکھا ہے
۵۹	۸	ایشور کا	ایشور کے
۶۱	۱۴	ज्ञावरीता	आयरीयारा
۶۶	۷	اس ترجمہ	اس کا ترجمہ
۷۰	۱۶	منترہ کو	منترہ کا
۷۱	۱۰	سے	کے

انت گیان اننت درشن اننت چارتر اور اننت بیرج سہت جیون مُکت اور بدیہ مُکت ۔ اُنہیں سرب جگت کو بنانا اور پالنا وغیرہ اُپادھی رہت کو ایشور ماننا چاہیئے ۔ (۳) جین آگم سمیک گیان کے کرانے والے ہیں ۔ انکو آپ پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا ۔ آپ سننا اور دوسروں کو سنانا جینیوں کا مکھیہ دھرم ہے ۔ (۴) شُدھ دیو ۔ شُدھ گرو ۔ شُدھ دھرم ۔ کے گرہن کریمیں لیے گرو دیو ۔ کو گرو ۔ کو دھرم کے چھوڑنے میں ہونشں (व्यहोनिश) (دن رات) پرورتی ہوتی رہنا چاہیئے ۔ (۵) پرتیک کام کرتے وقت لابھ لابھ اور اس کے انتم پریناموں (آخر نتیجہ) (प्रोयपत) کو سوچنا چاہیئے (۶) سکل پرانی ورگ دیا کرنا جین دھرم کا واستوک رہسیہ ہے (वास्तविकरहस्यहै) ۔ اور یہ دیا پرتی سمے ملتی ہیں اسواسطے موکش ابھلاشی گرہست پرانی کو یتھا شکتی سوئیا (स्वदया) ہی دیا کرنی چاہیئے ۔ (۷) سرب انویاییں ودوان پرشوں سے تتھا دیگر لوگوں سے شاستر انوسار پریم پوربک شانتی سہت براتاؤ کرنا چاہیئے ۔ (۸) کو سمپ ناش ، اور سمپ کی برھی پریک جہالت کا ناش کرکے سمیک گیان کی برھی کرنی چاہیئے (۹) اگر کوئی دوسرے کے سنا سہم پتی اور سُیش پر لوار کو دیکھکر دلگیر نہ ہونا چاہیئے ۔ بلکہ ایسا سوچنا چاہیئے ۔ کہ اس نے پورب جنم میں اچھی کمائی کی ہے اور میں نے نہیں کی ۔ ہوا کرمس اور سمانتی والے کو دلمیں نلانا چاہیئے کہ اسکی اُنتی کیوں ہے اکیلے کی کیوں نہیں کیونکہ دسرے کی اُنتی ہی باپھا اپنی اُن اُنتی کا کارن ہے ۔ (۱۰) سکل جیوں کو سرتھا بردھ چھوڑ کر شُدھ دھرم آتی کریمیں ایک چت رہنا چاہیئے ۔ (۱۱) قمار بازی چوری ۔ شراب ماس شکار ۔ بیسوا پر استری کا سنگ ان سات ویسن (व्यसन) کو جنم سے لیکر آخر تک قطعی نہ سیونا چاہیئے ۔ (۱۲) دو وقت کی سندھیا وغیرہ کرنا جینیوں کا پرم دھرم ہے (۱۳) اہنسا ۔ چوری ۔ برہمچریہ ۔ پری گرہ کے تیاگی اور ست شاستروں کے اُپدیشکوں کو گرو ماننا چاہیئے ۔ (۱۴) سرگ پرنیت شاستر انوسار مکتی مارگ کو دھرم اور اس سے بپریت کو ادھرم سمجھنا چاہیئے (۱۵) سنسارک کاریوں سے بچتے وقت کو دھرم کرتوں میں لگانا چاہیئے ۔ (۱۶) ایکادش انگ اور دوادش اُپانگ آدی انیک شاستروں کو چت پر بھو پرتما پوجن میں نرنتر دت چت رہنا چاہیئے ۔

عـ۱ سچا ۔ عـ۲ آدمی ۔ عـ۳ ہر ایک عـ۴ تمام عـ۵ اصل سار عـ۶ آپس میں عـ۷ رلی ملی عـ۸ زمانہ ۔ عـ۹ سورگ کا بیان کردہ عـ۱۰ بیان شدہ عـ۱۱ ہمیشہ عـ۱۲ چت کو لگانا چاہیئے

بغیر بچھیر بچار کئے کے اپنے ویاکرن میں داخل کئے ہیں۔ جیساکہ۔

त्वाहौसौ ॥ यूयवयौ जसि ॥ तुभ्यमह्यौङपि

وغیرہ وغیرہ پانینی ویاکرن کے مہان بھاشیہ کے کرتا پتنجلی رشی بھی شاکٹائن کو یاد کرتے ہیں

नामचधातुजमाह व्याकरणेशाकटस्यचत्तोकम्

वैयाकरणानांच शाकटायन आह धातुजंनामेति

قومی کلپ درم کا کرتا بوپ دیو بھی شاکٹائن کو پراچین ویاکرن سمجھتے ہیں۔

इन्द्रश्चन्द्रकाशकृत्स्नापिशली शाकटायनः ।

पाणिन्यमर जैनेन्द्रा जयन्त्यष्टादिशाब्दिकाः

ارتھ۔ اندر۔ چندر۔ کاشکرتسن۔ آپی شلی۔ شاکٹائن پانینی۔ امر اور جیندر یہ آٹھوں ویاکرن پراچین ہیں۔ مذکورہ شاکٹائن آچاریہ کا نام رگوید اور شکل یجروید کی پرتی شاکھیا اور جس کی نرکتی میں بھی آتا ہے انیادی تحریر پروفیسر ایسٹائی سے مفصل دیکھنا ہووے تو مذکورہ ویاکرن دیکھ لینا چاہئے یا ٹھیک یہی چھاپتے [illegible] ایسے ایسے زبردست پرمان دیکھ لیتے تو کیوں ناحق جھوٹے الزام سرشٹی جین دھرم پر لگاتے جین مت کی پراچینتا کا زیادہ بیان دیکھنا ہووے تو تتو نرنے پرساد مولفہ شری شری شری شری ایک ہزار آٹھ شری مد بجیانند سوری کا ستہ نام آتمارام جی مہاراج کا بنیسواں ستمبھ دیکھ لیویں۔

اسکے بعد سوامی جی نے لکھا ہے کہ جینی لوگ اپنی کتابیں کسی دوسرے مذہب والے کو نہیں دیتے اس بات کا جواب کس بنا کے اندر ہی آگیا ہے۔ دوہرانا لاحاصل ہے عقلمند لوگ اس تھوڑی سی تحریر سے ہی سچ اور جھوٹ کا اندازہ لگا سکتے ہیں بقول سے العاقل تکفیہ الاشارۃ

جین دھرم کے سولہ موٹے اصول

(۱) ست گیان درست گیان سے جگت (ज्ञे) پدارتھ جانے جاتے ہیں و نسبت پدارتھ نے کیسے مت ست ادیپا [illegible] کے مت انت اور انکا پیائے اَت پتی کارن यथा स्वउत्पत्तिकारण کال بھاؤ کرم نیتی پریک [illegible] تھکر جینیشور ہیں اور سرگ وغیرہ نام ہیں۔ جو اٹھارہ دوش مت سب کی رستے ابناشی [illegible]

شاکٹاین ویاکرن کا پرتھم منگلا چرن یہ ہے۔

नमः श्री वर्धमानाय प्रबुद्धाशेषवस्तवे ॥
येन शब्दार्थसंबंधास्सार्वेण सुनिरूपिताः ॥

ارتھ۔ جس سروگ پربھو نے شبد اور ارتھ کا سمبندھ نروپن کیا ہے۔ جو سب بستو کے سروپ کے جان کار ہیں۔ ایسے شری بردھ مان پربھو (جینیوں کے چوبیسویں ترتھنکر شری مہابیر جی سوامی) کو نمشکار ہو۔

(۲) شاکٹاین آچاریہ اپنے ویاکرن کے پرتیک پدانت میں۔

"महाश्रमणसंघाधिपतेः श्रुतकेवलिदेशीयाचार्यस्य शाकटायनस्य ॥"

ایسا لکھتے ہیں۔ اس میں شرمن سنگھ ادھی پتی اور شرت کیولی شبد ایسے ہیں۔ جو صرف جین دھرم کے سانکیت (مقرر شدہ) شبد ہیں۔ یہ شبد دوسرے دھرم پستکوں میں نہیں ملتے ہیں۔

(۳) اس ویاکرن کی بہت سی ٹیکائیں ہاتھ لگی ہیں۔ ان ٹیکا کاروں نے بھی شاکٹاین آچاریہ کو پرم جینی کہا ہے۔ جس کی نظیر یہ ہے۔ کہ ٹیکا کار جش ورمن کہتے ہیں۔

स्वस्ति श्री सकलज्ञानसाम्राज्यपदमाप्तवान्
महाश्रमणसंघाधिपतिर्यश्शाकटायनः ॥

ارتھ۔ سب گیان پراپت کر کے جنہوں نے ودوانوں میں چکرورتی پد پراپت کیا ہے۔ ایسے مہان سادھوؤں کے سنگھ کا ادھی پتی (جین آچاریہ) شاکٹاین آچاریہ ہے۔ شاکٹاین آچاریہ جینی تو ثابت ہو گئے۔ اب آگے جین دھرم کی پراچینتا سدھ کرتے ہیں پرسدھ ویاکرن پاننی رشی کے پہلے شاکٹاین آچاریہ ہوئے ہیں یہ بات سدھ ہے کیونکہ

त्रिप्रभृतिषु शाकटायनस्य ॥ लङः शाकटायनस्यैव । व्यो-
र्लघुप्रयत्नतरः शाकटायनस्य ॥

اتیادی سوتر پانی رشی نے اپنے ویاکرن میں داخل کئے ہیں۔ مگر شاکٹاین ویاکرن میں پانی کا نام بھی نہیں آتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شاکٹاین آچاریہ پانی رشی سے پہلے ہوئے ہیں۔ پانی رشی نے شاکٹاین آچاریہ کے کتنے ہی سوتر

eight principal Grammarians in the well-known sloka found in Kavi Kalpadruma of Bopadeva and elsewhere. These eight Grammarians thus named are:—

Indra, Chandra; Kásakrtsna, Apisali, Sakatáyaná Panini, Amara and Jainendra. The sloka runs as follows:—

इन्द्रश्चन्द्रः काशकृत्स्नापिशली शाकटायनः।
पाणिन्यमरजैनेन्द्रा जयन्त्यष्टादिशाब्दिकाः

Sákatáyana mentions in his sutras only Indra, pp. 11, 14, 34 and 92, Siddhanandin, pp 47, 15 and 87, 34, and Aryavajra p.p. 10, 11, and 12. 13 as previous grammarians

× ×

A striking feature of the Sabdánu sásana is that it does not treat of Svaraidika while Panini pays particular attention to it. Vedic works, however are otherwise much noticed by Sákatayana, and in this respect his work is not deficient to Pánini. The omission of the Svarvaidka accounts perhaps for the neglect Sákatayana has suffered at the hands of the Brahmanas, while it explains the favour with which he is regarded by the Jainas. If Sákatay-ana was Jaina this ommission must be regarded as intentional &c. &c. &c.

———

asthe worKe of Śákatáyana srutaKevali desinyácháryya the president of the great gain assemibly महाश्रमणसंघाधिपते: श्रुतकेवलि-देशीयाचार्यस्यशाकटायनस्य, Panini repeatedly mentions SáKatáyána and the Places, thus alluded to, are also found in the sabdánuśásana. Panini III. 4. 111; VIII. 3, 18; and VIII; 450, correspond respectively to SáKatáyana's यादद्विषो भेर्जुस्वा (pp. 35, 91+220, 290) वानुस्यात् (PP. 8. 12 and 14, 66), and नसंयोगे (PP. 6, 18 and 9. 31); Patanjali in his Mahábháshya refers also to SaKatáyana when he comments on Panini III. 4, 111 an III. 3, 1 (उणादयो बहुलम्) In the latter Place he remarks:—नाम च धातुजमाह व्याकरणे शकटस्य च तोकम्। वैयाकरणानां च शाकटायन आह धातुजं नामेति॥ In fact the Unadisutras of SáK. tayana have found general admission among Grammarians and have been annotated by various commentators — such as Ujjvalladatta, Mádhava and others.

SáKatáyan is mentioned as one of the

قران وغیرہ میں نہیں ہے۔ توکیا یہ کتابیں بالمیک وغیرہ سے پرانی ثابت ہونگی؟
ہرگز نہیں۔ اسی طرح اگر بالمیک رامائن وغیرہ میں جین گرنتھوں کا نام نہیں
تو اس سے جین مذہب نوین ہرگز نہیں ہوسکتا۔ جب جین مت بودھ مت سے
پراچین ثابت ہوگیا۔ تو باپ بیٹے کی مثال بھی فضول ہے۔ جین مذہب کی پراچینتا
کی پشٹی کے لئے ایک اور زبردست پرمان شاکٹائین ویاکرن کا لکھا جاتا ہے۔
پاٹھک گن اس پر غور کریں۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں مدراس پریزیڈنسی کالج کے سنسکرت
کے Comparative Philology اور
پروفیسر مسٹر گستاؤ اوپرٹ پی ایچ ڈی نے
Professor Gustav Oppert Ph. D.
شاکٹائین ویاکرن پرسدھ کیا ہے۔ جس سے جین دھرم کی پراچینتا کی سدھی میں
بہت سی باتیں ایسی ظاہر ہوئیں ہیں۔ کہ جین دھرم کو نوین تبلانے والے
بہت سے پنڈت چکت (حیران) ہوگئے ہیں۔ کیونکہ اس شاکٹائین ویاکرن
کے کرتا جین دھرم انویائی ہوئے ہیں۔ اور اس کا زبردست ثبوت پروفیسر
مسٹر اوپرٹ کی مندرجہ ذیل پرفیس (دیباچہ) دیکھنے سے معلوم ہوجاویگا۔

Professor Gustav Oppert writes:—
Panini refers to Shaktayana as a
previous Grammarian and this supp-
lies a reason why the latter makes no
mention of the former. Sakatayana's
name occurs also in the Pratisakhyas
of the Rigveda and Sukla Yajurveda.
and in Yaska's Nirukta,
(2) The Colophon at the end of each Pada of
the Sabdanusasana names the Grammar

نہیں ہے۔ بعد میں سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ مہابھارت وغیرہ میں جینیوں کا نام نہیں
سوامی جی کا یہ لکھنا بھی فضول ہے۔ کیونکہ مہابھارت کے شانتی پرب کے
دوسو اٹھارویں (۲۱۸) ادھیائے میں بودھ مت کا کھنڈن کیا ہے۔ جس کال
میں جس مذہب کا کھنڈن کیا جاتا ہے۔ اُس وقت وہ مذہب اکثر کرکے ترقی
پر ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بودھ مت مہابھارت سے پرچین
ہے۔ اور بودھ مت۔ سے جین مت پراچین ہارمن یاکوبی ودوان نے تری
آچارنگ سوتر کا ترجمہ کرتے وقت دیباچہ میں کئی دلیلوں سے ثابت کیا ہے
سو یہ مذکورہ تحریر جو صاحب دیکھنی چاہیئے دیکھ سکتا ہے۔ نیز تواریخ ہند میں
بھی جین مت بودھ مت سے جدا اور قدیم تر لکھا ہے۔ جب بودھ مت سے
جین مت پراچین ثابت ہوگیا۔ تو پھر وہ مہابھارت سے پیچھے کا کیسے ہو
سکتا ہے۔

بعدازاں سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ اگر کوئی جینی یہ کہے۔ کہ جینیوں کی کتابوں
سے داستانیں لیکر بالمیک وغیرہ نے کتابیں بنائی ہونگی۔ تو اُس سے پوچھنا
چاہیئے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ بالمیک کی تصنیف میں جین مذہب کی کتابوں کا
نام کہیں بھی نہیں لکھا۔ اور جین مذہب کی کتابوں میں اُن کا نام کیوں آتا
ہے۔ وغیرہ وغیرہ

جواب:- آجکل بھی اگر کوئی کسی کتاب کی چوری کرتا ہے۔ تو پکڑے جانے کے
خوف سے وہ عبارت کو ضرور اُلٹ دیتا ہے۔ اور اُس کا نام وغیرہ نہیں لکھتا۔
تو پھر بالمیک جی وغیرہ نے اگر نہ لکھا تو کیا تعجب ہے۔ اور جو یہ لکھا ہے کہ جین مذہب
کی کتابوں میں اُنکا نام کیوں لکھا ہے۔ سو ہماری کتابوں میں نام ہونے کا
یہی باعث ہے۔ کہ ہمارے آچاریوں نے کسی کی کتابوں سے عبارت لیکر اپنی کتابیں
نہیں بنائی اُنہوں نے دوسرے لوگوں کے آگم دیکھکر بنائی ہیں۔ یعنی جین آگم انوسار
بنائی ہیں۔ اس لیئے اُنہوں نے جو کوئی اُنکے وقت میں تھا۔ اُس کا نام لکھنے
میں خوف نہیں کیا۔ اور نیز بالمیک جی وغیرہ کا نام بائیبل۔ توریت۔ انجیل

ॐ

جین مذہب کی پراچینتا

سوامی جی نے دیباچہ ضمنی میں جین مذہب کے پراچین نہ ہونے کے ایک دو بے بنیاد پرمان لکھے ہیں۔ جن کا جواب ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ سوامی جی نے اول پرمان یہ لکھا ہے کہ جب آریہ ورت کے باشندوں سے حق و باطل کے بخوبی تمیز کرنے والی وید ودیا دور ہوگئی۔ اور اودیا کے پھیلنے سے مختلف فرقے کھڑے ہوگئے۔ تو یہی سبب جین وغیرہ خلاف علم و عقل مذاہب کے رواج پانے کا ہوا۔ کیونکہ بالمیک کی تصنیف اور مہابھارت وغیرہ میں بیان کی ہوئی رام اور کرشن کی داستانیں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ مذہب ان کے بعد جاری ہوا۔ اگر جینی لوگوں کا مذہب جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔ ویسا ہی قدیم ہوتا تو بالمیک وغیرہ کی کتابوں میں ضرور اُن کا ذکر آتا۔ پس جین مذہب ان کتابوں کے بعد چلا ہے۔

جواب - [illegible] بھی کوئی پرمان ہے اس سے کیا ثابت ہوا۔

کیا اس طرح سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ جب آریہ ورت کے باشندوں سے حق و باطل کی بخوبی تمیز کرانے والی جین آگم ودیا دور ہوگئی۔ اور اودیا کے پھیلنے سے مختلف فرقے کھڑے ہوگئے۔ تو یہی باعث ویدانت وغیرہ مذاہب کے رواج پانے کا ہوا۔ اس طرح سے اگر ثابت ہونے لگے تو ہم کیا بلکہ ہر ایک مذہب والا اسی طرح کہہ دیگا۔ تو کیا اس طرح سے کچھ ثابت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ پس سوامی جی کا ایسے لکھنا ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ کوئی پرمان

درست کرلیویں - اور جو میری اس کتاب کے دیکھنے سے کسی کو تکلیف
یا رنج پیدا ہو - معاف فرمالیے گا - کیونکہ ہمارا یہی دہرم ہے - پنگتی -

खामेमिसव्वेजीवेसव्वेजीवाखमंतुमे
मित्तीमेसव्वभूएसुवेरंमज्झनकेणइ

इति श्रीमद्विजयानन्द सूरिवर्य्या-
णां श्रीमन्महोपाध्याय श्री लक्ष्मी-
विजयानां शिष्य श्रीमद्विजयकम-
ल सूरीश्वराणां लघु शिष्य मुनि ल-
ब्धिविजयेन विरचितो यं दयानंद
कुतर्क तिमिर तरणि नामा ग्रंथः -
समाप्तिमगमत्
ओम् शान्तिः शान्तिः शान्तिः

بہت سی باتیں گول مول ہیں"
آہاہاہا! کھنڈن کرنے کا طریقہ خوب سیکھا ہے۔ کیا ہی کہنا۔ کیا کبھی اس طرح سے بھی کھنڈن ہوا کرتا ہے۔ ؟۔ یہ تو ہمارا منتب ہی ظاہر کیا اگر کچھ مادہ تھا۔ تو تردید لکھکر دکھائی تھی۔ پیارے پاٹھکو غور کرنا چاہئے کہ کیا پربتوں کے اوپر شلائیں نہیں ہوا کرتیں ؟۔ جس کو سوامی جی گپ لکھ رہے ہیں۔ جبکہ پربتوں پر شلائیں ہوا ہی کرتی ہیں۔ تو میرو پربت پر کیوں ٹ ہونگی۔ کیونکہ ہم اُن شلاؤں کو میرو پربت پر ہی مانتے ہیں۔
اب ہم سوامی جی کے تھوڑے سے ستیارتھ پرکاش کی سچائی کہاں تک لکھیں۔ اگر تمام باتوں کو پبلک پر روشن کیا جاوے۔ تو ستیارتھ پرکاش سے بھی دوگنی کتاب بن جاتی ہے۔
طُول فضول چھوڑکر اختصار اختیار کیا گیا۔ عقلمند لوگ اس ہماری مختصر تحریر سے ہی پورا نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ پاٹھک گن اگر اس کتاب کو غور سے پڑھتے وقت ستیارتھ پرکاش کا بارھواں سمُلاس ساتھ دیکھیں گے۔ تو اُن پر بخوبی روشن ہو جاویگا۔ کہ سوامی جی کی کوئی کوٹ باقی نہیں رہی۔ کہ جس کا کھنڈن نہ کیا گیا ہو۔ اور نیز یہ بھی معلوم ہو جاویگا۔ کہ سوامی جی ایسے لیاقت والے تھے۔ ہمارا ارادہ کسی کے دل کو دُکھانے کا نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا اصول ہی یہ ہے۔ ہم نے یہ ہر جتن پکش پات رہت ہوکر ست است کا نرنے کرنے کے لئے اور اُپکار بدھی سے کیا ہے۔ اگر میری اس ترکپش پات تحریر سے کسی تعصبی کو رنج ہو تو بقول
؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ میرا کوئی قصور نہیں چونکہ انسان سہو وخطا کا پتلا ہے۔ اس لئے کوئی غلطی پرمادہ سے یا درشٹی دوش سے رہ گئی ہووے۔ تو مہربانی کرکے اس کو

مین مانتے ہیں۔ کس وید میں کرہ زمین کو پندرہ ہزار کے محیط والی کہا ہے
جب امریکہ دریافت نہیں ہوا تھا۔ انگریز صاحبان کتنی جگہ کو ساری دُنیا
بتلاتے تھے۔ اُن کے سدھانت ہمیشہ پلٹتے رہتے ہیں۔ انگریز صاحبان
کا یہ بھی کہنا ہے۔ کہ اب تک تمام دریافت نہیں ہوسکی۔ تو پھر اس پندرہ
ہزار والے کرہ محیط پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ بڑی عقلمندی پائی جاتی ہے۔
دن بدن نئے نئے ٹاپو دریافت ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے ۱۵۰۰۰
(پندرہ ہزار) کے محیط والی کرہ زمین کو ماننا درست نہیں ہے۔

اس کے بعد سوامی جی نے صفحہ ۴۸۹ پر لکھا ہے۔ کہ جینی کروکشیتر
(कुरुक्षेत्र) کو ایک چھوٹا سا قطعہ زمین ہے۔ اُس کو نہ دیکھکر اُن کو
جھوٹی بات لکھنے میں شرم نہیں آئی"

۴۸ میں بہہ ہزار ندیاں مانتے ہیں یا کروکشیتر

جینی جو دیکرو۔ اُتر کرو کشیتر کہتے ہیں۔ سو اس بھارت ورش کے
کروکشیتر کو نہیں کہتے۔ مذکورہ بالا جمبو دیپ۔ دھاتکی کھنڈ۔ اور پشکرارد
دیپ کے کروکشیتر اور لگھو کھیتر سماس۔ लघुक्षेत्र समास دیکھ
لیوے۔ پھر سوامی جی کی سچائی خود بخود ہی پبلک پر روشن ہو جاویگی۔
سوامی جی جس کروکشیتر کا بیان کرتے ہیں۔ کیا اور کوئی کروکشیتر کو نہیں
جانتا۔ کہ پانی پت کرنال وغیرہ۔ شہروں کے پاس جو کروکشیتر ہے۔ وہ
کرو راجہ کے زمانہ سے بسا ہوا ہے۔ جینی لوگ اس کروکشیتر میں ۸۴
ہزار ندیاں کب کہتے ہیں۔ سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ ایسی دروغ
بات لکھتے شرم بھی نہیں آئی۔ شرم دروغ گو کو کرنی چاہیئے۔ نہ کہ
سچے کو۔

اس کے بعد سوامی جی اتی پانڈو کملا وغیرہ شلاؤں کا بیان لکھکر
فرماتے ہیں۔ کہ دیکھئے"۔ ان کے ترتھنکروں کی سالگرہ کے جلسے وغیرہ
کرنے کی شِلا کو۔ ایسی ہی مکتی کی سِدھ شِلا ہے۔ ان ہی اُن کی

اس کے آگے صفحہ ۷۸۴ پر مکتی بنکر مکتی کے بارے میں جو باتیں لکھی ہیں۔ اُن کا کھنڈن پیشتر ہو چکا ہے۔ اس لئے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیا سوامی جی کی یہ کوئی عقلمندی ہے۔؟ کہ ایک ہی بات کو بار بار لکھا۔ سوامی جی پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ "اتنے بڑے آدمیوں کے لئے گھر اور قصبے کتنے بڑے ہوتے ہونگے۔ جہاں اتنے لمبے انسان ہونگے۔ وہاں اُتنے بڑے لمبے درخت کیوں نہ ہونگے۔ چیونٹی اگر فکر کرے کہ ہاتھیوں کے گھر کتنے بڑے ہوتے ہونگے۔ تو اُسکی یہ سوچ کرنی بے فایدہ ہے۔ دیکھو منو جی نے جہاں (हिरण्यकाश्यप) دیت کا بیان کیا ہے۔ کہ وہ اتنا اونچا تھا۔ کہ جس کی کمر سورج کے برابر پہنچتی تھی اور اس کا باقی جسم سورج سے بھی بلند تھا۔ اس بات کو سچ سمجھنا چاہیئے یا جھوٹ۔ اگر کہو گے سچ۔ تو پھر جینیوں کے تین کوس لمبے انسان ہونے میں کیا تعجب ہے۔ اگر کہو گے جھوٹ۔ تو آپ کے کہنے سے جینیوں کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ کیونکہ جس نے اپنے ویدک آچاریہ کی تحریر کو جھوٹ سمجھا۔ وہ شخص اگر جینیوں پر جھوٹا اعتراض اُٹھاوے۔ تو کیا بڑی بات ہے

اس کے آگے صفحہ ۴۸۸ پر جو باتیں پلیویم کے پیمانہ کے لئے تحقیق بنکر لکھی ہیں۔ اُن کی تردید قبل ازیں ہو چکی ہے۔ افسوس ہے۔ کہ سوامی جی کی یادداشت ایسی تھی۔ کہ ایک بات کو بار بار لکھکر صفحے کالے کرتے تھے۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جمبودیپ۔ لون سمندر دھاتکی کھنڈ۔ کالودھی اور پشکراردھ (पुष्कराधं द्वीप) وغیرہ دیپ جوکہ جینی لاکھوں یوجن کے مانتے ہیں۔ اس پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) محیط والے کرہ زمین میں کیوں کر سما سکتے ہیں۔ یہ بات جھوٹ ہے"۔

جینی لوگ کب اِن دیپ سمندروں کو آپ کے مانے ہوئے کرۂ زمین

دیانند جی نے نئی روشنی والوں کی صحبت سے خوب من مانی ودیا سیکھ
لی۔ لیکن یاد رہے۔ کہ ماسوائے سماجیوں کے اور کوئی دوسرا اس پر
عمل نہ کریگا۔

اس کے آگے صفحہ ۴۸۶ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینی لوگ
چودہ راجیہ (سلطنتیں) مانتے ہیں"۔

سوامی جی کی اور عقل دیکھو۔ لکھتے ہیں۔ کہ جینی لوگ چودہ راجیہ
مانتے ہیں "پاٹھک جنو"۔ جینی لوگ ۱۴ رجو مانتے ہیں۔ جو کہ ایک پیمانہ
کا نام ہے۔ نہ کہ راج کا۔ سوامی جی کو اتنی علمیت کہاں تھی۔ کہ جین شاستر
کو سمجھ سکتے۔

اس کے آگے لکھا ہے۔ کہ جس کا پردیس ہوتا ہے۔ وہ کبھو نہیں
اور جو کبھو نہیں۔ وہ سروگ کیول گیانی ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس
کا کھنڈن پیشتر لکھا گیا ہے۔ پھر سوامی جی اسی صفحہ پر محقق بن کر
لکھتے ہیں "خوب اس کرہ زمین پر تین پلیوپم کی عمر اور تین کوس کے
جسم والے انسان بہت تھوڑے سما سکیں گے۔ مثلاً بمبئی جیسے شہر
میں دو اور کلکتہ جیسے شہر میں تین یا چار آدمی آباد رہ سکیں گے"۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ کہ جین مت میں جتنا جسم کی اونچائی کا ماپ
ہے۔ وہ اُتسید اونگل کے حساب سے سمجھنا۔ اور اُسی اُتسید اونگل کے
حساب سے تین کوس کے انسان دھاتکی کھنڈ۔ پشکراردھ وغیرہ
دیپوں میں مانتے ہیں۔ دھاتکی کھنڈ اس جمبو دیپ سے آٹھ لاکھ کوس
اور پشکراردھ دیپ (पुष्करार्धद्वीप) ۵۶ لاکھ کوس دور مانا ہے
ہم یہ کب کہتے ہیں۔ کہ اس کرہ زمین میں اتنے لمبے انسان ہیں۔ سوامی
جی بڑے چالباز تھے۔ جتنی تحریر لکھی ہے۔ سب چالبازی سے بھری
ہوئی ہے۔

جیسے سورج کے سامنے چراغ کی روشنی۔ اُس کی کیا طاقت ہے۔ کہ ندکورہ گرنتھوں کی راستی کے سامنے ٹھہر سکے۔ اگر کوئی جوتش ودیا کا پاٹھی جین کے جوتش گرنتھوں کو دیکھے گا۔ تو اُس پر خود بخود ہی روشن ہو جاویگا۔

اِس کے آگے صفحہ ۵۸۴ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "اب دیکھو بھائی اس کرہ زمین میں اتنے سورج اور اتنے چندرماں جینیوں کے گھر میں تپتے ہونگے۔ بھلا اگر یہ سب تپتے ہونگے۔ تو جینی کس طرح سے بچتے ہیں۔ اور رات کیوقت بھی جینی لوگ مارے سردی کے اکڑ جاتے ہونگے"

جینیوں کے اِتنے سورج اور چاند تب تپیں کہ جب وہ ایک ہی جگہ پر اتنے مانتے ہوں۔ وہ لون سمندر دھاتکی کھنڈ۔ کالودھی سمندر اور پشکرارددھ دیپ جو کہ لاکھوں ہی یوجن کے ہیں۔ اُن میں اتنے سورج اور چاند مانتے ہیں۔ تو پھر سوامی جی کیوں گھبرا گئے۔ کیا پرمی براجکوں کا یہی لکشن ہے۔ کہ چھل کپٹ کے ذریعے کھنڈن منڈن لکھنا۔ دیانند جی کے اوپر اُن کے نراکار ایشور کی ایسی گھور کرپا ہوئی تھی۔ کہ بُرے الفاظ اور جھوٹ لکھنے میں ہی بہادری سمجھتے تھے۔ جیسا کہ کوئی بدعورت جب کسی سے لڑائی کرے۔ تو وہ ماسوائے گالیوں کے کچھ نہیں بولتی۔ ایسے ہی سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں جہاں جہاں مت متانتروں کا کھنڈن کیا ہے۔ ماسوائے بُرے الفاظ او ٹھٹول اُڑانے کے اور کچھ نہیں لکھا۔ لیکن یہ کام دانشوروں کا نہیں ہے جینیوں کے گھر اتنے سورج کیا بلکہ اِس سے بھی زیادہ گیان سورج تپ رہے ہیں۔ وہ آپ کے اگیان اندھکار میں کبھی نہیں گر سکتے ہیں نیز سوامی جی ایک اتنی بڑی گپ لکھ گئے ہیں۔ کہ سوائے کوہ ہمالیہ کے اور کوئی میرو پربت نہیں ہے۔ کسی جوتش گرنتھ میں یہ نہیں لکھا ہے۔ کہ کوہ ہمالیہ میرو پربت ہے۔ اور نہ ہی کسی دھرم شاستر میں ایسے لکھا ہے

میں خود سوامی جی کو اس قدر مہارت تھی۔ کہ جب وہ لڑکپن میں نرت کاری
کیا کرتے تھے۔ تو دور دور سے لوگ اُن کا ناچ دیکھنے کے لئے آتے تھے
نامعلوم اس فن میں اس قدر کمالیت حاصل کرنے سے بھی یہ بات اُن کے
مغز میں کیوں نہ سمائی۔ زمانہ حال میں بھی ایسے ایسے مرد اور عورت ناچنے
والے پائے جاتے ہیں۔ کہ جن کے کرتب کو دیکھکر بڑے بڑے عقلمند حیران
رہ جاتے ہیں۔ کوشا ویسوا نے اپنے بدن کو ایسا سادھا ہؤا تھا۔ کہ جس
سے وہ بڑا اعلےٰ ناچ کر سکتی تھی۔ اب ہم سوامی جی کی لیاقت کہاں تک
ظاہر کریں۔ عقلمند لوگ تھوڑی سی تحریر سے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ سوامی
جی نے جو جو باتیں لکھی ہیں۔ جھوٹ اور تعصب سے پُر اور بے سمجھی
کی ہیں۔

اس کے بعد صفحہ ۳۸۴ پر سوامی جی نے محقق بن کر لکھا ہے۔
"کرہ ارضی اور کرہ سماوی کے علم جاننے والو اب سنو۔ اس کرہ زمین میں
جینی لوگ اتنے چاند اور سورج مانتے ہیں۔ آپ لوگوں کی بڑی خوش
قسمتی ہے۔ کہ ویدمت کے پیروؤں کی تصنیف سوریہ سدھانت وغیرہ
علم ہیئت کی کتابوں کے پڑھنے سے علم کرہ ارضی وسماوی ٹھیک
ظاہر ہوگئے۔ اگر کہیں جینیوں کی سخت تاریکی میں ہوتے تو ساری عمر اسی
اندھیرے میں پڑے رہتے"

جینی لوگ جتنے دیپوں اور سمندروں میں جتنے سورج اور چاند مانتے
ہیں۔ اُن کو صرف ایک ہی بھارت ورش کا دھوکا دیکر سوامی جی کیسے سچے
بنتے ہیں۔ انکو چاہیئے تھا۔ کہ غور کرتے۔ کہ جینی لوگ اتنے سورج
اور چاند صرف اکیلے ہی بھارت ورش میں کب کہتے ہیں۔ سورج سدھانت
گرنتھ جینیوں کے گرنتھ بنام سورج پرگیپتی (सूर्यप्रज्ञप्ति) اور چندر پرگیپتی
(चंद्रप्रज्ञप्ति) اور آدم سدھی وغیرہ گرنتھوں کے سامنے ایسا ہے

نہ سُدھریں گے۔ ضرور ہی سُدھریں گے۔ اگر ایسے کی صحبت سے نہ سُدھرینگے تو کیا کامی۔ کرودھی۔ لوبھی۔ مانی وغیرہ کی صحبت سے سُدھرینگے؟ ہرگز نہیں

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ" جینی لوگ کہتے ہیں۔ کہ راجہ کا حکم ماننا چاہیئے۔ لیکن جینی لوگ بنئے ہیں۔ اس لئے راجہ سے ڈر کر یہ بات لکھ دی ہوگی"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی جہالت کا ہے۔ ہم اب بھی کہتے ہیں۔ کہ راجہ کا حکم ضرور ماننا چاہیئے۔ جو لوگ ذرا بھی بادشاہ کے حکم سے نافرمانی کرتے ہیں۔ انکو بقیہ عمر جیل خانہ میں گذارنی پڑتی ہے۔ سو یہ بات بذریعہ اخبارات پبلک پر بخوبی روشن ہے۔ اور جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ" ایک کوشا دیسوا نے تھالی میں سرسوں کی ڈھیری لگائی۔ اور اُس کے اوپر پھولوں سے ڈھکی ہوئی سوئی کھڑی کرکے اُس پر اچھی طرح سے ناچی۔ لیکن سوئی پاؤں میں چبھنے نہ پائی اور نہ ہی سرسوں بکھرنے پائی یہ بالکل جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے"

کوشا ویسوا ناچ گھر میں سرسوں کی بھری ہوئی تھالی دھرکر اور پھول رکھکر اس طرح ناچتی تھی۔ کہ جب ناچتی ہوئی اُس تھالی کے پاس آتی۔ تھی۔ تب اُچھل کر اُس پھول پر سے چار اُنگل اونچے چکر اس پھرتی سے دیتی ہوئی فوراً زمین پر پاؤں لگا دیتی تھی کہ پھولوں کو اور سوئی اور سرسوں کو اپنا پاؤں چھونے نہیں دیتی تھی۔ ظاہرا دیکھنے میں یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ دیکھو اس نے سرسوں کی بھری ہوئی تھالی پر کیا عمدہ ناچ کیا۔ دیانند جی نے اس بات کو جھوٹ کیوں سمجھا۔ حالانکہ ناچنے کے کام

عہ اس بات میں اگر کسی صاحب کو شبہ ہو۔ تو دیانند چھل کپٹ درپن مولفہ پنڈت جیالال جی صاحب جینی۔ ساکن فرخ نگر ضلع گڑگانوں کا صفحہ ۹۸ و ۹۹ پر دیکھ لیوے +

شہر کے لوگوں کے دل دھڑکنے لگے۔ اور ادہر اُدھر دوڑنے لگے۔ آخر میں
جب اُنہوں نے مُنی مہاراج کے پاس آکر معافی مانگی۔ اور آئندہ کے لئے
عہد کر لیا۔ کہ ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے۔ تب مذکورہ مُنی نے اپنی ودیا پیچھے کھینچ
لی۔ جس سے لوگوں کے دل پھر قایم ہو گئے۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ اُنہوں
نے یہ کام کس ارادہ سے کیا۔ اور سوامی جی نے کس طریقے سے بیان کیا۔
معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی تعصب سے بے فائدہ ہی کاغذ کالے کر گئے
پھر آپ لکھتے ہیں۔ کہ اُس سادھو کا آتما جہاویر کی صحبت سے درست نہ ہُوا۔ تو جہاویر کے
کال کے بعد اُن کے سہارے جینی پوتر کبھی نہ ہونگے۔

کون کہتا ہے کہ اُن کا آتما پوتر نہ ہُوا۔ اُن کا بگڑا ہی کیا تھا۔ دہرم کے بچاؤ کے
لئے ایسا کرنے میں دھیان کرنا کون کہہ سکتا ہے کہ بُرا ہے۔ آتنا تو اہل اسلام بھی کہتے ہیں
سے بے حکم شرع آب خوردن خطاست۔ دگر خون بہ فتوا بریزی رواست۔
شری مہاویر تیرتھنکر جیسے سروگ اور نرموہی کی صحبت سے یوگ پُرش کیوں

ہی افسوس ہے۔ کہ اُنکو الٹا مانکر ایسے پرم پوتر مہاتما کی کہ جن کی بڑے بڑے انگریز صاحبان اور
دیگر ودوانوں نے تعریف کی ہے۔ بڑے سخت لفظوں سے رنڈیوں کی مانند نندیا کی ہے
سچ ہے کسی قومی نے بھی کہا ہے۔

पयः पानं भुजंगानां केवलं विष वर्धनम्

مطلب :- اگر سانپوں کو دودھ کا پان کرایا جاوے تو وہ دودھ صرف زہر کو ہی بڑھاتا ہے
اگرچہ آپ کو میری یہ بہت شیشا تلخ معلوم ہوگی۔ مگر در اصل میرا یہ کہنا آپ کے حق میں فائدہ
مند ہے۔ اشُدھ رہنا کوئی بھی نہیں پسند کرتا۔ کیونکہ اگر اشدھ رہنے میں ہی دہرم
ہوتے تو بھنگی جو کہ بچارے تمام زندگی گندگی اُٹھاتے رہتے ہیں۔ دہرم پنگتی میں شمار
ہونے چاہئیں۔ پس اگر آپ بھی اب میرا یہ کہنا نہ مانیں گے۔ تو اس میں میرا کیا
دوش ہے۔ آپ کے کرموں کا دوش ہے۔

کیونکہ یہ رسم اُن میں ہی پائی جاتی ہے۔ اس بات سے کون ناواقف ہے
سب ہی جانتے ہیں۔

جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینیوں کے ایک دمسار سادھو نے
غصے میں آکر سونتر پڑھکر ایک شہر کو آگ لگادی" وغیرہ وغیرہ۔

اصل بات یہ ہے کہ جین کے ایک دمسار نامی مُنی ایک ایسے شہر میں
گئے۔ کہ جہاں پر ایسے لوگ بستے تھے۔ کہ اگر کوئی بھی سادھو وہاں
پر جاوے۔ تو بغیر تکلیف دیئے نہیں چھوڑتے تھے۔ دمسار مُنی نے
پہلے تو اُن کو بہت سمجھایا۔ کہ دھرمیوں کو دُکھ دینا بُرا ہے۔ لیکن اُنہوں
نے نہ مانکر اُس کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کیا جب مذکورہ مُنی نے دیکھا
کہ یہ لوگ اس طرح سے نہیں سمجھیں گے۔ اُس وقت ادویک جنک سوتر
(उद्वेग जनक सूत्र) جو کہ دھرم میں بگن پہنچانے والے لوگوں کے
کے دل کو گھبراہٹ میں ڈالنے کی طاقت والا تھا۔ وہ پڑھا اُسیوقت

(بقیہ صفحہ ۹۴) کلنک کرتے ہیں۔ اسی باعث یعنی رات کو پانی نہ رکھنے کیوجہ سے لوگ
کئی طرح کے سخت الفاظ مثل گندہ وغیرہ کے کہہ رہے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ رات کو پانی
رکھنے لگ جاویں تاکہ لوگ گندہ اور ملین نہ کہیں۔ ایسا کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔ کہ جس
کو رات کو کبھی بھی ٹٹی یا پیشاب نہ آتا ہو۔ جب آپ پانی ہی رات کو نہیں رکھتے۔ تو پلیدگی کیسے ٹال
سکتے ہونگے۔ بغیر پانی کے شدھی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی اور طریقہ یا جتن مثل ٹھیکی
کرنا یا چیتھڑے سے پونچھ ڈالنا وغیرہ ہو۔ تو آپکو صاف صاف اور سچ سچ حلفاً ظاہر کر دینا
چاہیئے۔ تاکہ لوگ جو کہ "لنکا کے چوہڑے" اور "گندہ" وغیرہ ناموں سے مذکر رہے ہیں اور ایسے
نرشیٹ جین دھرم کی سدیا کرتے ہیں۔ ایسی حرکات سے باز آئیں۔ اسی خیال سے شری
شری ستی شری ستری بیا یام مجھوندھی شری من مہان مُنی راج شری آتما رام جی مہاراج
نے واسطے سمجہانے کے اُپکار ارتھ کئی جگہ پر لیکھ لکھے ہیں۔ مگر آپ لوگوں پر ذرا

سے وہ آٹھویں سُرگ میں گیا۔ کہئے اس میں کونسی ناممکن بات ہے۔ کیا مہاتماؤں کے اُپدیش سے پاپی لوگ دھرمی نہیں بن سکتے؟ اور دھرم کرنے سے اچھی گتی نہیں ہو سکتی؟

اِس کے آگے جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جین کے مہابیر تِرتھنکر کے پاؤں پہ کھیر پکائی۔ تو اُس کے پاؤں کیوں نہ جلے"؟

سوامی جی اس بات کو بھی نہیں سمجھ سکے۔

آریہ ا۔ بتلایئے کیا نہیں سمجھ سکے۔

جینی } شری مہابیر جی تِرتھنکر جب جنگل میں دھیان لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ اُس وقت گوالیاں نے اُن کے دونوں پاؤں کے درمیان آگ جلا کر کھیر پکائی۔ جس سے اُن کے پاؤں کو تکلیف تو ضرور ہوئی۔ لیکن پاؤں بالکل نہیں جلے۔ کیونکہ اُن کا وجر رکھب ناراچ سنگھنن (वज्ररीषभनाराचसंघयण) تھا۔ جس کا سروپ بغیر جین سدھانت کے پڑھنے کے نہیں معلوم ہو سکتا۔ نہ معلوم ہونے کے سبب سے ہی ایسے دیانند جی نے لکھا۔ اگر معلوم ہوتا۔ تو ہرگز نہ لکھتے۔ اِس کے آگے جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جسم کا میل نہیں اُتارتے ہونگے۔ اور کھجلاتے ہونگے۔ وہ بدبو کے مہان نرک کو بھوگتے ہونگے۔ اس بات کا جواب لکھنے کی ہمکو کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم میلے کچیلے نہیں رہتے۔ اور نہ جی ہمارے شاستر میلا کچیلا رہنا فرماتے ہیں۔ اگر فرماتے تو کپڑے دھونے کی اجازت کیوں دیتے اس بات کا جواب بھی ڈھونڈیئے ہی دینگے۔ اور اُنکو دینا بھی لازم ہے۔

عـــہ تین ڈھونڈک سادھو مہاراج سے بڑے ادب سے عرض پرداز ہوں۔ کہ آپ اِس پوتر جین دھرم کو میلے کچیلے رہ کر اور رات کو پانی نہ رکھنے کی وجہ سے کیوں

سکے آدمیوں کا اتنا زور اور قد ثابت کر چکے ہیں۔ تو اُن کے لئے کیا مشکل تھی
دھنش کرنے والے آج کل کے زمانہ میں بھی ہیرا سنگھ چھٹیاں والے اور
فتح سنگھ ولٹوہا والے جیسے ۲۷ من کی مونگلی اور کوئیں کے ہلٹ کو اُٹھا
سکتے ہیں۔ اور پوری طاقت سے چلتی ہوئی موٹر کار کو ہاتھ سے روکنے
والے موجود ہیں۔ کہاں تک لکھا جاوے۔ جب ایسے ایسے طاقتور
آجکل کے زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ تو اگلے زمانہ میں جبکہ اسقدر زور اور
قد تھے۔ کیوں نہ شِلا کو اُٹھا سکتے ہونگے۔ نیز سوامی جی نے لکھا ہے۔
کہ جب شیش ناگ نہیں تو کانپے گا کون۔ جب جینوں کا ماننا ہی نہیں ہے
کہ پرتھوی شیش ناگ نے اُٹھائی ہے۔ اور وہ اس کے نیچے ہے۔
تو پھر سوامی جی کا یہ لکھنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔
جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "مہابیر کو جب سانپ نے کاٹا۔
تو اُس کے بدن سے خون کے بدلے دودھ نکلا۔ اور سانپ آٹھویں سُرگ
میں گیا۔ بھلا سانپ کے کاٹنے سے دودھ کا نکلنا کبھی کسی نے دیکھا
ہے۔ یہ اندر جال کے ماسوائے اور کوئی بات نہیں ہے۔"
سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بے سمجھی میں داخل ہے۔ کیونکہ شری مہابیر
جی کے بدن سے دودھ نہیں نکلا۔ بلکہ وہ خون ہی سفید رنگ
کا تھا۔ جیسے پدمنی عورت کے پسینے میں خوشبو۔ اور سنکھنی عورت کے
پسینے میں بدبُو ہوتی ہے۔ ویسے ہی خون کی رنگت میں فرق ہونے
میں کیا تعجب ہے۔ سانپ نے جب شری مہابیر جی کو کاٹا۔ تو انہوں
نے گیان سُنایا۔ سانپ کو جاتی سمرن گیان (پچھلے جنم کا معلوم ہونا)
ہُوا۔ تب اُس نے جان لیا کہ میں پہلے جنم میں بہت کرودھی شخص تھا
اس لئے میں مر کر سانپ بنا ہوں۔ اب غصہ چھوڑنا ہی بہتر ہے۔ ایسا
سوچکر اُس نے جیووں کو کاٹنا اور کھانا چھوڑ دیا۔ دھرم کریا کی طفیل

لمبا قد اور اتنی لمبی عمر ہونے میں کیا تعجب ہے۔ سوامی جی نے اس بات میں کوئی پہچان نہیں دیا تعصب سے یونہی لکھ دیا۔ کہ جینیوں کے سب گپوڑے ہیں۔ پیارے ناظرین والا تمکین اب جائے غور ہے۔ کہ اگر جینیوں کے گرنتھوں میں گپیں ہی لکھیں ہیں۔ تو چوبیس اوتاروں کا قد اور عمر یکساں کیوں نہیں لکھی۔ سوامی جی کی تحریر کے پڑھنے سے ہی جین شاستروں کی سچائی معلوم ہو جاویگی۔ کیونکہ جین کے پہلے ترتھنکر شری رکھب دیو جی کی عمر اور قد سب سے بڑا لکھا ہے۔ اور جو شری اجیت ناتھ جی شری رکھب دیو جی کے پیچھے ہوئے ہیں۔ اُن کا قد اور عمر شری رکھب دیو جی سے چھوٹی لکھی ہے۔ کیونکہ وہ اُن سے کروڑوں ہی برس پیچھے ہوئے ہیں۔ اس لئے اُنکی عمر اور قد اُس زمانے کے مطابق جتنا تھا۔ اُتنا ہی لکھا گیا۔ پس اسی طرح سے شری مہابیر جی سوامی تک سمجھ لینا۔ کہ جیسا جیسا زمانہ ہوتا گیا۔ ویسے ویسے ہی عمر اور قد ہوتے گئے۔ اور اب دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ اس وقت سے کچھ ہی پہلے ۱۲۰ برس اور سَوا برس تک کی عمر والے قدآور آدمی ہوتے تھے۔ لیکن دن بدن زمانہ کے مطابق عمر اور قد کم ہوتا چلا جا رہا ہے اب بھی کئی جگہ پر سُننے میں آیا ہے۔ کہ فلاں آدمی فلاں مقام پر ۱۲۰ برس کا تھا۔ اور فلاں جگہ پر سَوا برس کا ہے۔ جس طرح دن بدن زمانہ بدلتا جاتا ہے۔ اسی طرح قد اور عمریں بھی کم ہوتی جاتی ہیں۔

اس کے آگے سوامی نے صفحہ ۴۸۳ پر محقق بن کر لکھا ہے۔ "کہ ایک آدمی گاؤں کے برابر پتھر کی شلا کو کبھی اونگلی پر اُٹھا سکتا ہے؟ اور زمین کبھی انگوٹھے سے دبانے پر دب سکتی ہے۔ اور جب شیش ناگ ہی نہیں تو کانپے گا کون"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بے سمجھی کا ہے۔ کیونکہ جب ہم اگلے زمانے

پیدائش اناج وغیرہ میں زیادہ طاقت رہتی ہے۔ اور جو لوگ اُس اناج وغیرہ کو کھاتے ہیں۔ اُن کے جسم میں طاقت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور وہ قدآور بھی ہوتے ہیں۔ اور اُن کی عمر بھی اُس زمانے کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ پنجاب کی زمین گجرات۔ کاٹھیاواڑ کی زمین سے زیادہ طاقت ور ہے۔ اسواسطے ہی پنجاب کے آدمی بھی گجرات وغیرہ کی نسبت قدآور بلوان ہیں۔ اور پنجاب سے کابل کی زمین طاقتور ہے اسی واسطے وہاں کے لوگ پنجاب کی نسبت زیادہ قدآور ہوتے ہیں۔ اس تحریر کا مطلب یہ ہے۔ کہ اُس وقت کی زمین سے اِس زمانے کی زمین میں کئی لاکھوں بلکہ کروڑوں گُنا کم طاقت ہے۔ کیونکہ اب بھی اکثر سُنا جاتا ہے۔ کہ زمین اس وقت سے سو برس پیشتر جیسی طاقتور اور عمدہ اناج وغیرہ پیدا کر سکتی تھی۔ اب نہیں کر سکتی۔ اور اُس سے دو سو برس پیشتر اس سے بھی زیادہ طاقت والی تھی۔ علٰے ہذاالقیاس اگر اسی طرح سوچا جاوے۔ تو کروڑوں ہی برس پیشتر اُس سے بھی زیادہ طاقت والی زمین ثابت ہوگی۔ اور اُس وقت کے آدمی بھی لمبے قدوالے اور لمبی عمر والے اور بڑے زورآور ضرور ہونگے۔ جو عقلمند ہیں۔ وہ مذکورہ انومان پرمان سے ہرگز گریز نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ پہلے زمانے میں لمبے قدوالے اور لمبی عمر والے نہیں ہوتے تھے۔

نیز ہر ایک پروفیسر صاحب بہادر اوڈورکگ۔ اپنے بنائے ہوئے بھوستر ودیا کے گرنتھ میں لکھتے ہیں۔ کہ پہلے زمانے میں اُڑنے والے گرولی (چھپکلی) ذات کے جانور اتنے بڑے بنے تھے۔ کہ جن کے پانکھ (پر) ۲۷ فیٹ لمبے تھے۔ جب ایسے ایسے جانور پہلے زمانے میں اتنے بڑے ہوتے تھے۔ تو پھر اُس زمانے کے آدمیوں کا اتنا

جو لوگ منہ پر پٹی باندھتے ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں۔ اور اُن میں اس بات کے ثابت کرنے کا کچھ مادہ ہے۔ تو وہ خود بخود ہی جواب دینگے۔

اور جو سوامی جی نے دوبارہ لوچ (یعنے بالوں کا اکھاڑنا) کے بارے میں لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کی عقل پر پڑدہ پڑا ہُوا تھا۔ چونکہ وہ بار بار ایک ہی بات کو لکھتے چلے جاتے تھے۔

اِس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "ہاتھی۔ گھوڑے۔ بیل اونٹ پر چڑھنے میں اور آدمیوں سے مزدوری کرانے میں جینی لوگ کیوں پاپ نہیں سمجھتے"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہمارے جینیوں میں ہم تیاگی سادھو برابر مذکورہ باتوں میں پاپ سمجھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اسواری وغیرہ نہیں کرتے ہیں۔ باقی رہے دنیا دار لوگ وہ بھی اِن باتوں میں پاپ تو برابر سمجھتے ہیں۔ مگر وہ اُن سے بہ سبب گرہستی ہونے کے نہیں بچ سکتے۔

اِس کے بعد صفحہ ۱۸۱ و ۸۲ ۴ پر سوامی جی نے جینیوں کے چوبیس اوتاروں کے جسم کی لمبائی اور اُن کی عمر لکھکر یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ اس قدر لمبے قد اور لمبی عُمر والے انسان نہیں ہو سکتے۔

سوامی جی کا اِس مُمکن بات کو ناممکن لکھنا بے سمجھی میں داخل ہے۔

آریہ۔ کہئے اس میں سوامی جی کی کیا بے سمجھی ہے۔

جینی} اے پیارے جب تک تعصب کو چھوڑکر عقلمندی سے نہ سوچا جاوے۔ تب تک کسی شے کی بھی اصلیت نہیں معلوم ہوتی۔ اسی طرح سوامی جی بھی نہیں سمجھ سکے۔ اگر سمجھتے تو ایسا کیسے نہ جان لیتے۔ کہ پرتھوی میں زیادہ رس (طاقت) ہونے سے اُس کی

جیو جیسا کریگا۔ ویسا ہی بھوگیگا۔
آریہ۔ بُرے کرمونکا پھل جیو خود پانا نہیں چاہتا۔
جینی۔ کون کہتا ہے۔ کہ جیو چاہتا ہے۔ جیسے لوہا اگرچہ نہیں چاہتا ہے۔ کہ میں مقناطیس کیطرف کھینچا جاؤں۔ مگر کھینچا ضرور جاتا ہے۔ اسی طرح کرم رُوپ مقناطیس لوہے رُوپ جیو کو خود بخود ہی کھینچ لیتا ہے۔ اس لئے ایشور کو سزا دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔
آریہ۔ اگر ایشور پھل نہیں دے سکتا۔ تو اُسکو ماننا فضول ہے۔
جینی۔ بطور دھیان کے دھیہ رُوپ (ध्येय रूप) ہمارا ماننا کیا فائدہ مند نہیں ہے۔؟ نہیں ضرور ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ایشور کرتا نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی جس وقت کہ ہم اُس کا دھیان کرتے ہیں۔ اُس وقت ہمارا آتما پاپ سے بچتا ہے۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ ایشور کا دھیان کرنے سے کتنا فائدہ ہُوا۔ ہم ایشور کو صرف نمت سے تارنے والا مانتے ہیں۔ دراصل تو تارنے والی ہماری بھاونا ہے۔ مگر بغیر دھیہ (ध्येय) کے دھیان نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ایشور کا ماننا اور پوجنا فائدہ مند ہے۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "اگر سب آدمی تمہارے مذہب کے مطابق ہو جاویں۔ تو چور۔ ڈاکو کو کوئی بھی سزا نہ دیگا" وغیرہ واہ جی واہ خوب عقلمندی ہے۔ سوامی جی اتنا تو غور کرتے۔ کہ اگر سب آدمی ہمارے مت کے مطابق ہوجاویں۔ تو پھر وہ چوری وغیرہ ہی کیوں کرینگے۔ اور جب چوری وغیرہ فعل دنیا سے دور ہو گئے۔ تو پھر سزا کی ضرورت کیا رہی۔ اور جب سزا ہی نہ رہی۔ تو سوامی جی کا لکھنا بیفائدہ ہے۔ بعد ازاں سوامی جی نے پھر منہ پر پٹی نہ باندھنا۔ اس بات کو رد کرنے کے لئے لکھا ہے۔ اسکا جواب دینے کی ہمکو کچھ ضرورت نہیں ہے

جینی } علم حکمت کے جاننے والے لوگ بھی گرم پانی کا پینا بہت فائدہ مند بتلاتے ہیں۔ اگر اس بات میں کسی کو شبہ ہو۔ تو وہ حکیموں اور ڈاکٹروں سے دریافت کر سکتا ہے۔ دیگر مت والے بھی کئی لوگ تندرستی کے واسطے گرم پانی پیتے ہیں۔ اس پرتکش پرمان کو بھی اگر سوامی جی نے نہ مانا تو اُن کی سمجھ کے اختیار ہے۔ اس میں کسی کا کیا دوش ہے۔

اس کے آگے صفحہ ۴۰۸ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "اگر جینوں تمہارے نرتھنکروں کا مذہب سچا ہوتا۔ تو دنیا میں اس قدر بارش۔ دریاؤں کا بہاؤ لو اس قدر پانی ایشور نے کیوں پیدا کیا۔ اور سورج بھی پیدا نہ کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ تمہارے اعتقاد کے بموجب اُن میں کروڑوں جیو مرتے ہونگے۔ جس وقت وہ موجود تھے۔ جن کو کہ تم ایشور مانتے ہو۔ تو انہوں نے رحم کھا کر سورج کی تپش اور بادلوں کو بند کیوں نہ کر دیا" وغیرہ وغیرہ

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی فضول ہے۔ کیونکہ جینی لوگ ایشور کو کرتا نہیں مانتے ہیں۔ اور نہ ہی یکتی پرمان سے ایشور جگت کا کرتا سدھ ہو سکتا ہے۔ جس طرح ایشور وادیوں کے مت میں ایشور خود بخود ہی سدھ ہے۔ یعنی ،نادی ہے۔ اور ایشور کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ اسی طرح جینی مت میں بھی جگت کو نادی مانا گیا ہے۔ پھر نراگی ایشور راگ کے پھند اور کسی دھندے میں کیسے پڑ سکتا ہے۔

آریہ:۔ اگر اچھے بُرے کرم کے پھل کا داتا ایشور نہیں ہے۔ تو کون ہے۔

جینی:۔ اچھے بُرے نتیجے کے دینے والے کرم خود ہی ہیں۔

مناسب نہیں۔ اور جینی سادھو پانی خود گرم نہیں کرتے ۔
آریہ :- اگر آپ گرم پانی نہ پیتے ۔ تو گرھستی لوگ کیوں گرم کرتے ۔
جینی } واہ صاحب بڑے عقلمند معلوم ہوتے ہو۔ کیا اگر سادھو لوگ گرم پانی کرنے سے ہٹ جائیں گے ۔؟! ہرگز نہیں
آپ کا سوال یہ اُس حالت میں درست ہو سکتا ہے ۔ کہ جبکہ صرف
اکیلے سادھو لوگ ہی گرم پانی کو استعمال کرتے ہوں ۔ مگر ایسا نہیں
ہے ۔ کیونکہ ہزاروں گرھستی لوگ اپنے کام کے واسطے مثلاً اشنان
وغیرہ کے لئے گرم پانی کرتے ہیں ۔ اور جو سوامی جی نے لکھا ہے ۔ کہ
تمہارے شراوک لوگ خود جان کر کرتے ہیں ۔ لیکن سوامی جی کا
یہ لکھنا بھی غلط ہے ۔ کیونکہ جینی سادھو ایک گام سے دوسرے
گام میں بھیار کرکے اچانک جاتے ہیں ۔ جو کہ شراوکوں کو خبر تک
بھی نہیں ہونے پاتی ۔ ایسے وقت پر بھی اُنکو جاتے ہی پانی مل
جاتا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ شراوک لوگ اُنکے واسطے
نہیں کرتے ۔ نیز شراوک لوگ سادھوں کا اُپدیش روز سننے کیوجہ
سے اِس بات سے اچھی طرح سے واقف ہیں ۔ کہ اگر ہم سادھوؤں
کے نمت بنا کر اُن پانی دینگے ۔ تو ہم کو پاپ لگے گا ۔ اِس لئے
وہ سادھوؤں کیواسطے نہیں کرتے ۔ اور نہ ہی سادھو صرف اپنے
ہی شراوکوں سے ان پانی وغیرہ لیتا ہے ۔ بلکہ چھتری ۔ برہمن ۔
بنئے وغیرہ کے گھر سے بھی لے آتے ہیں ۔ کیا وہ لوگ بھی ہمارے
واسطے کرتے ہیں ؟ پس اِس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ اُنکے لئے
گرھستی لوگ ہرگز نہیں بناتے ہیں ۔
آریہ :- اچھا صاحب دھرم سمبندھی فائدے ۔ تو آپ نے بتلا دیئے
اب کوئی دنیاوی فائدہ بھی گرم پانی پینے میں ہے ۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ روپی اشیاء بھی محدود جگہ پر بے تعداد رہ سکتی ہیں۔ تو پھر ارُوپی آتما لاانتہا رہیں۔ تو کیا تعجب ہے۔ مثلاً اگر ہزار ادویات باہم اکٹھی کیجاویں۔ اور اُنکو باریک کرکے اُس میں سے جس قدر دوا سُوئی سے اُٹھائی جاوے۔ تو اُس سُوئی پر جو دوا آئی ہوگی۔ اُس میں ہزاروں دوائیوں کا انس ضرور ہوگا۔ جب وہ باوجود رُوپی ہونے کے ذرا سی جگہ میں رہ سکتی ہیں۔ تو ارُوپی آتما جن کو کہ جگہ وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کیوں نہ رہ سکیں گے۔

اس کے بعد سوامی جی نے صفحہ ۹۷۴ پر لکھا ہے۔ کہ تم لوگ گرم پانی پیتے ہو۔ سو جیوؤں کو مار کر پیتے ہو۔ اس سے تو کچا پانی پینے والے اچھے ہیں۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بے سمجھی کا ہے آریہ ا۔ اس میں سوامی جی کی کیا بے سمجھی ہے۔

جینی} بتلایئے آپ گرم پانی کرنے میں جیوؤں کا مرنا جین شاستر کی رُو سے مانتے ہو۔ یا اپنے وید شاستر کی رو سے۔ وید شاستر کی رُو سے تو آپ قبول نہیں کرسکتے ہو۔ کیونکہ ستیارتھ پرکاش کی تحریر سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ پانی میں جیو نہیں مانتے ہیں اگر کہوگے کہ جین شاستر کی رُو سے گرم پانی کرنے میں جیوؤں کا مرنا ثابت کیا ہے۔ تو فائدے بھی جین شاستر کی رُو سے سُن لیجئے گرم پانی سے اندریوں کا دمن اور کام بکار شانت ہوتا ہے۔ اور گرم پانی چار پہر تک اچت (جیو رہت) رہتا ہے۔ جس میں سمے سمے اسنکھیاتے جیوؤں کی وردھی (بڑھنا) ہونی دور ہو جاتی ہے۔ یعنے کچے پانی میں سمے سمے اسنکھیاتے جیو پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور کچی شئے کا کھانا پینا سادھوؤں کے واسطے بالکل

اس کے بعد صفحہ ۷۹۰ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جینی لوگ ہرے ساگ کھانے میں جیووں کا اور تکلیف پہنچانا مانتے ہیں۔ یہ اُن کی بڑی بے علمی کی بات ہے۔" وغیرہ وغیرہ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کو بالکل سمجھ نہیں تھی۔ کیونکہ نباتات میں جیوؤں کا ہونا سب پر بخوبی روشن ہے۔ نباتات پانی وغیرہ دینے سے بڑھتی ہے۔ لاج ونتی کے پودے کو اگر آدمی ہاتھ لگا دیوے تو مرجھا جاتی ہے۔ اور اگر عورت لگا دے تو پھر پرپھلت ہوتی ہے اب عقلمندوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ ماسوائے جیتن پنے کے اُس کا مرجھانا اور پرپھلت ہونا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ بات سچ ہے۔ کہ ہرا ساگ کھانے سے جیووں کا ناش ضرور ہوتا ہے۔ اور نیز سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جو جیو نہایت تاریکی سخت گہری نیند اور نشے میں ہیں۔ اُن کو سُکھ دُکھ کا محسوس ہونا ماننا تمہارے تیرتھنکروں کی بھول معلوم ہوتی ہے۔ پیارے پاٹھکو سوامی جی کی یہ ہی خصلت تو ٹھیک نہیں تھی۔ کہ سمجھ آپ کو نہ آئی۔ اور الزام جینی تیرتھنکروں پر لگانا۔

آریہ۔ بتلایئے سوامی جی نے کیا نہیں سمجھا۔

جینی} اگر نباتات کے جیو سخت گہری نیند اور نشے وغیرہ میں رہتے ہیں۔ تو آدمی کے ہاتھ لگنے سے لاجونتی کا پودہ مرجھا کیوں جاتا ہے۔ اور عورت کے ہاتھ سے پرپھلت کیوں ہوتا ہے۔ اور جو سوامی جی نے یہ لکھا ہے۔ کہ بھلا جب گھر کی حد ہے۔ تو اُس میں رہنے والے جیوں انتہا کس طرح رہ سکتے ہیں۔ جبکہ ہم کندمول کی انتہا دیکھتے ہیں۔ تو اُس میں۔ بسنے والے جیووں کی انتہا کیوں نہیں۔ اس لئے تمہاری یہ بات بڑی بھول کی ہے۔

خواہ اُس کا گُرو اُکھاڑے ۔ یا کوئی دیگر شخص ۔ لیکن اُسکو کتنی بڑی تکلیف
ہوتی ہے ۔ جیو کو تکلیف پہنچانا ہی ہنسیا کہلاتی ہے ۔ دیکھئے سوامی جی
کی بے سمجھی ۔

آریہ ۔ اس میں سوامی جی کی کیا بے سمجھی ہے ۔

جینی } سادھو لوگ یا گرہستی جو کہ دہرم پالن کے لئے تپ کرتے
ہیں ۔ اُس میں جیو کو دُکھ ہوتا ہی ہے ۔ لیکن اِس کام میں
ہنسیا نہیں ۔ اگر ایسے کام میں ہنسیا مانی جاوے ۔ تو پھر جتنے دہرم
شاستر ہیں ۔ سبھی جھوٹے ثابت ہونگے ۔ یہ صرف سوامی جی کی اگیانتا
کا نمونہ ہے ۔ کہ ویدک دہرم پالنے کے لئے بھی تپ کرنا ہنسیا میں شامل کرتے
ہیں ۔ نیز جین کے شری کلپ سوتر وغیرہ میں یہ بیان بھی ہے ۔ کہ
جس کی طاقت کیشوں کے لُنچن کرنے کی نہ ہو وے روگی ہو ۔ یا بالک
ہو ۔ یا بوڑھا ہو ۔ اُن کے لئے حکم ہے ۔ کہ اُسترے قینچی سے کیشوں
کو اُتراوے ۔ جیسی طاقت ہو ویسے کرے کوئی ہرج کی بات نہیں
پس سوامی جی کی اس کو ترک سے جینیوں کو کوئی نقصان نہیں ۔
پہنچ سکتا ۔

اس کے بعد سوامی جی نے ڈھونڈک لوگ مُنہ پر پٹی باندھتے
ہیں ۔ اس بارے میں لمبی چوڑی تحریر لکھی ہے ۔ یہاں پر ہمکو لکھنے
کی کچھ ضرورت نہیں ۔ کیونکہ کسی بھی جین شاستر میں مُنہ پر پٹی باندھنا
نہیں لکھا ۔ اور نہ ہی ہم باندھتے ہیں ۔ اس لئے اس بات کا جواب
مُنہ پر پٹی باندھنے والے ہی دیں گے ۔ پس ہمارے ترتھنکروں پر
یہ الزام لگانا کہ اگر عالم ہوتے تو ایسی فضول باتیں کیوں لکھتے ۔ سراسر
غلط اور بعید از عقل ہے ۔ کیونکہ شری ترتھنکر مہاراج جی کا فرمان مُنہ
پر پٹی باندھنے کا مطلق نہیں ہے ۔

ہوکر حفاظت کرتی ہے۔ کیوں جینی صاحبو۔ آجکل تمہارے یہاں چوری ڈاکہ وغیرہ اور دشمن سے خوف تو ہوتا ہے۔ تو تم اُس کو یاد کر اپنی حفاظت کیوں نہیں کراتے۔ کیوں جا بجا پولیس وغیرہ کچہریوں میں مارے مارے پھرتے ہو؟"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ جینیوں کا دیو گھوڑے پر چڑھا ہُوا نہیں ہوتا ہے۔ جینی نرموہی ارہن دیو کو مانتے ہیں۔ کسی جین شاستر میں نہیں لکھا۔ کہ جینیوں کا دیو گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ اگر سوامی جی سچے تھے تو نام لکھ جاتے۔ لیکن لکھتے کہاں سے۔ کیونکہ جس بات کا اپنے دل میں ہی دھوکا ہو۔ اُس کا سوائے گول مول کے کیسے لکھا جاوے۔ جینی لوگ اپنے کئے ہوئے کرموں کو پردھان مانتے ہیں اور شری ارہن دیو جوکہ سروگ تھے۔ اُنہوں کے فرمایئے ہوئے طریقے کے بموجب چلتے ہیں۔ نرموہی کا دھیان کرنے سے اُن میں خود بخود نرموہپنا پیدا ہوتا ہے۔ وہ ہی نرموہپنا اُن کو پاپ کرم سے بچاتا ہے۔ جینی لوگ ایسے دیو کا جوکہ سواری وغیرہ کرتا ہو۔ سمرن کیون کرین۔ یہ آپ لوگوں کی ہی کمزوری ہے۔ کہ ایشور کو جگت کا کرتا ہرتا اور سرب شکتیمان۔ مانکر بھی کچہری میں پولیس کے دھکے کھاتے پھرتے ہو۔ کیوں ایسے ایشور کو یاد نہیں کرتے۔ کیا اب وہ حفاظت کرنے میں قاصر ہوگیا ہے۔ بنانے کی طاقت رکھنا اور حفاظت کرنے میں قاصر ہو جانا۔ کیا یہ سرب شکتیمان کو لازم ہے ؟۔

اس کے آگے سوامی جی نے تین شلوک لکھکر جو ارتھ کیا ہے وہ غلط ہے۔ بعد ازاں صفحہ ۹ پر لکھا ہے۔ کہ جینی لوگوں کا کیش لنچن (بال اکھاڑنا) سب جگہ مشہور ہے۔ جینی لوگو اب کہئے۔ تمہارا دیا دھرم کہاں رہا۔ کیا یہ ہنسیا نہیں۔ چاہے اپنے ہاتھ سے اوکھاڑے۔

۴۷ص

جین کا ایک لبدھی سادھو بھول کر بھیک مانگنے کے لئے ایک ویسوا کے گھر چلا گیا۔ اور دہرم کے نام سے بھیک مانگی۔ ویسوا بولی۔ اس جگہ دہرم کا کام نہیں۔ بلکہ ارتھ (دھن دولت) کا کام ہے تو اس لبدھی سادھو نے ساڑھے بارہ لاکھ اشرفیاں اس کے گھر برسادیں۔ اس بات کو ماسوائے بے عقل آدمی کے کون مانیگا۔"
سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ جس جین منی نے اشرفیاں برسائی تھیں۔ اس کا نام نندکھین تھا۔ اور اسکو ایسی چمتکاری لبدھی سِدھ تھی۔ جس سے وہ اشرفیاں برسا سکتا تھا۔ آجکل کے زمانے میں بھی کئی سادہو اور گرہست لوگ ایسے موجود ہیں۔ جوکہ اپنے بدن کی تلاشی دیکر اپنی ودیا سے مٹھائی وغیرہ منگا سکتے ہیں تو پھر اچھے زمانے میں کہ جس میں بڑے بڑے۔ لبدھی دھاری ایسے سادھو لوگ کہ جن کے دیوتا تابعدار ہیں۔ موجود ہوں تو انکا اشرفیاں برسانا کونسی مشکل بات ہے۔ اور انومان پرمان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ بات سچ ہے۔

آریہ:۔ اگر ان کو ایسی لبدھی (کرامات) تھی۔ تو وہ بھیک کیوں مانگتے تھے۔

جینی } بھیک مانگنا سادھو لوگوں کا تمہ دہرم ہے۔ اور ایسی لبدھیاں ہوتی بھی انکو ہی تھیں۔ جوکہ پرم تیاگی ہوتے تھے۔ دوسرے کی عظمت دیکھکر رنجیدہ ہونا دانشوری نہیں ہے۔ یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ سوامی جی اس بات سے کیوں حیران ہوئے۔

اس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینوں کی ایک پتھر کی مورتی گھوڑے پر سوار ہے۔ جہاں اسکو یاد کیا جاوے وہیں حاضر

اُسی شے میں پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ مرتے وقت اُس کا اُس باوڑی میں
ہمیشہ ابھیاس کے سبب اُسی میں خیال رہا۔ اس لئے وہ مینڈک بنا
اس میں جینیوں نے کیا بُرا کہا۔ اور دیانند جی کیوں ناراض ہوئے۔
اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ مُردے کے کپڑے سادھو
لیوے۔ دیکھئے ان کے سادھو بھی جہاں براہمنوں کے برابر آ گئے
کپڑے تو سادھو لیوے۔ لیکن زیور کوں لیوے گا۔ اُسے بوجہ
قیمتی ہونے کے اپنے گھر میں ہی رکھ لیتے ہونگے تو پھر آپ کون ہوئے
واہ جی واہ سوامی جی کیسی اگیانتا ظاہر کر گئے۔ اُن کی عقل اور سمجھ
کا کیا ہی کہنا۔ پاٹھک جنو در اصل بات یہ ہے۔ کہ جب سادھوؤں
کی جماعت سے کوئی سادھو کال کر جائے۔ تو اُس کے پہنے ہوئے
کپڑے تو جلا دیئے جاتے ہیں۔ اور اُس کے دوسرے کمبل وغیرہ
جو باقی رہے ہوئے ہیں۔ اُن کو دوسرا سادھو کام میں لاتا ہے۔
اس پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ مُردے کے کپڑے تو سادھو
لے لیوے۔ اور زیور کون لیوے۔ واہ جہاں پنڈت جی یہ ارتھ
آپ نے کہاں سے نکالا! جین کے سادھوؤں کے زیور ہوا ہی نہیں
کرتے۔ ایسی جھوٹی ترک کرنی اور ناحق کی تہمت لگانی یہ کون سی
عقلمندی ہے۔! پیارے پاٹھکو ایسا آدمی جو کہ ایسی معمولی بات
کو نہ سمجھا۔ تو پھر وہ سناتن مورتی پوجہ جیسے باریک مسئلے کو وہ
کیسے سمجھ سکتا ہے۔ اور جین آچاریوں کی برابری کیسے کر سکتا ہے
ہرگز نہیں۔ سچ ہے سہ

مگس کو ہما سے کیا برابری
اور ذرّے کو آفتاب سے کیا ہمسری

اس کے بعد صفحہ ۴۷۴ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ ایک شُن

چاہیئے ۔ کہ جس مت میں دیا ہی پردھان مانی گئی ہے ۔ اُس
دھرم کے پرورتک اُس کی مناہی کیسے لکھ سکتے ہیں ۔ سوئیتامبر
شری جین مندر اس وقت بھارت میں ہزاروں موجود ہیں ۔ اُن
کے لئے جگہ جگہ پر کوئیں اور باغیچے لگے ہوئے ہیں ۔ اور بڑے
بڑے شہروں میں جینی ساہوکاروں کے باغ اور باغیچے لگے
ہوئے موجود ہیں ۔

اگر جینی اس بات کو بُری سمجھتے ۔ تو اُن میں یہ رسم کیسے پائی
جاتی ۔ ہاں بڑے کاموں کے لئے مثلاً کل وغیرہ لگوانا جس سے
کہ اکثر جیووں کی ہنسا ہوتی ہے ۔ اُس کے لئے کنواں ۔ باوڑی
تالاب وغیرہ بنا کر اُس میں پُن سمجھنا ۔ جینی لوگ نہیں مانتے
شرادھ دن کرت میں بھی اسی مطلب سے مناہی ہے ۔

اس کے بعد دیانند جی نے لکھا ہے ۔ کہ "ایک جوہری سیٹھ
مسمی نند نے باوڑی بنائی ۔ اس وجہ سے دھرم بھرشٹ ہو کر اُس
کو سولہ مہا روگ (مرض عظیم) ہوئے اور مرنے کے بعد وہ اسی
باوڑی میں مینڈک بنا ۔ ایسا جینی لوگ مانتے ہیں "

سوامی جی مذکورہ مثال سے باوڑی اور کوئیں کا نہ بنانا ۔ جین
شاستروں سے ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن سوامی جی یہاں پر
بھی آچاریوں کا منشاء نہیں سمجھے ۔ کیونکہ اُس نند جوہری نے
دھرم بدھی سے باوڑی نہیں بنوائی تھی ۔ اس لئے وہ دھرم بھرشٹ
ہوا ۔ اب جائے غور ہے ۔ کہ اگر دھرم کے لئے بنواتا تو وہ دھرم
بھرشٹ کیوں کہاتا ۔ اور اگر اُس کا مرتے وقت شُبھ پرنام رہتا ۔
تو مینڈک کیوں بنتا ۔ سب شاستر کاروں کو یہ بات منظور ہے
کہ جس شے میں جیو کو موہ ممتا زیادہ رہ جائے ۔ اگلے جنم میں وہ

اننت بھاگ کو کیوں چھوڑ بیں گے۔ اور اُن کی مکتی کیسے چھوٹ سکتی ہے۔ اور اُس میں رہنے کی خواہش اور باہر جانے سے رنج بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ راگ دویش رہت ہوتے ہیں۔ اگر اگر سوامی جی کسی سنساری جیو کی مثال بھی لیتے۔ تو بھی سمجھ جاتے۔ جیساکہ جوگا ابھیاسی کسی جگہ پر جاکر جوگا بھیاس کرنے کو بیٹھے تو جس وقت وہ جوگا بھیاس میں ہوتا ہے۔ اُس وقت اُس کو بھی اُس جگہ پر رہنے کی خواہش اور باہر جانے سے رنج نہیں ہوتا۔ بس پھر راگ دویش رہت ایشور سروپ مکت آتما میں سوامی جی کی یہ ترکیں کیسے عاید ہو سکتی ہیں۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "دشارن راجہ شری مہابیر سوامی کے درشن کے لئے گیا۔ اور وہاں کچھ غرور کیا۔ اُس کے نوارن کے لئے ۱۶۷۷۷۲۱۶۰۰۰ اندر۔ اور ۱۳۳۷۰۵۷۲۸۰۰۰۰۰۰۰۰ اندرانیاں آئیں۔ راجہ دیکھ کر حیران ہوگیا۔ اب ذرا غور کرنا چاہیئے۔ کہ اندرا و یا اندرانیوں کے کھڑے ہونے کے لئے ایسے کتنے ہی کرۂ زمین چاہئیں"

دیا نند جی کا یہ لکھنا بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جینی کب کہتے ہیں۔ اور اُن کے کس شاستر میں لکھا ہے۔ کہ اتنے اندر اور اتنی اندرانیاں وہاں آئیں تھیں۔ جس سے اُن کو کھڑے رہنے کے لئے جگہ نہ مل سکی۔ اس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "شرادھ دِن کرت میں کہا ہے۔ کہ باوڑی اور کنواں نہ بنانا چاہیئے۔"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی جہالت میں داخل ہے۔ کیونکہ سوامی جی نے جین گرنتھوں کا منشاء ہی نہیں سمجھا ہے۔ بھلا غور کرنا

جینی - آپ کا ایشور سربیاپک ہونے سے مکتی کے جیو تو درکنا
بلکہ سنساری جیو بھی پرمیشور میں ہی بچرتے ہیں۔ تو پھر مکت آتما
جیو اور سنساری جیو میں کیا فرق ہوا؟ - اگر کہو گے کہ مکت آتما
جیو بغیر جسم کے ہوتا ہے - تو جینی کب کہتے ہیں - کہ ہمارے مت
میں مکت آتما جیو جسم والا ہوتا ہے - اگر کہو گے کہ ہمارے مکت
آتما جیو آکاش میں رہتے ہیں - تو جینیوں کے مکت آتما کیا آکاش
سے باہر رہتے ہیں -؟ کبھی نہیں - نہ ہی وہ آکاش سے باہر
رہتے ہیں - اور نہ ہی کسی شلا کے سہارے رہتے ہیں - اس
کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے - کہ خواہ وہ شلا ۴۵ لاکھ سے
دو چند یعنے ۹۰ لاکھ کوس کی بھی ہوتی - تو بھی وہ مکت بندھن
میں ہیں - کیونکہ اس شلا یا شیو پور سے باہر نکلنے سے ان کی مکتی
چھوٹ جاتی ہوگی - اس میں رہنے کی خواہش اور باہر جانے
سے رنج بھی ہونا ہوگا - جس جگہ خواہش روکاوٹ اور رنج
ہے - اس کو مکتی کس طرح کہہ سکتے ہیں -

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بے سمجھی میں داخل ہے - کیونکہ
جیسے کسی تونبے پر گرد آلودہ کپڑے کے کئی لیپ لگے ہوئے
ہوں - تو وہ تونبا بھاری ہونے کی وجہ سے پانی میں ڈوبا رہتا
ہے - جب کبھی اس کے گرد آلودہ کپڑے کے لیپ گھستے
گھستے اس سے جدا ہو جاتے ہیں - تو اسی وقت وہ تونبا اوپر
آ جاتا ہے - کیونکہ اس سبھاؤ اردھ گمن (یعنے اوپر آنے کا) کا ہی
ہے - اسی طرح آٹھ کرم روپ میل کے ناش یعنے دور ہونے
سے نرلیپ جل تونبے کی مانند وہ مکت آتما جیو اوپر جاتے
ہیں - اور جبکہ ان میں راگ دویش نہیں ہے - تو وہ لوک کے

کی ہے۔ وہ سب دیوؤں کی ہی نندیا ہوئی۔ ہم کہاں تک لکھیں۔ اُن کے سیوک خود ہی عقل مند ہیں۔ وہ اچھی طرح سے سوامی جی کی عادت سے واقف ہیں۔ سماجیوں کو مناسب ہے۔ کہ جس طرح سوامی جی کی مورتی کا ادب کرتے ہیں۔ اسی طرح شری کرشن جی کی مورتی کا بھی ادب اور درشن کریں۔ کیونکہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۷۱ پر شری کرشن جی کو مہاتما پُرش لکھا۔ کیا جس کو مہاتما تصور کرنا۔ اور اُس کی مورتی سے بغض رکھنا بھلا یہ بھی کوئی انصاف کی بات ہے۔ ہرگز نہیں۔ مطلب یہ کہ جس کو مہاتما سمجھنا۔ اُس کی مورتی کا ادب اور درشن ضروری ہے

اس کے بعد سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۷۲ پر لکھا ہے۔ کہ "جیسے دوسروں کے تیرتھ جڑھ ہیں۔ ویسے ہی جینیوں کے بھی جڑھ ہیں"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی فضول ہے۔ کیونکہ جڑھ سے مکتی حاصل ہوئی اور ثابت کی گئی ہے۔ اور کہاں جین مت میں کانشی وغیرہ متبرک جگہوں میں جانے کی مناہی لکھی ہے۔ نیز سوامی جی بیک سار شاستر کا مطلب ہی نہیں سمجھے۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جیسے اور مذہب والے مکتی کو اونچا مانتے ہیں۔ اسی طرح جینی لوگ بھی مانتے ہیں

ہم پوچھتے ہیں۔ کہ بھلا سوامی جی نے کہاں پر مکتی مانی ہے۔

آریہ۔ سن لو۔ مکت جیو ستھول (کثیف) جسم کو چھوڑ کر سنکلپ مے (جسم ارادی) شریر سے آکاش کے اندر پرمیشر میں پھرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جسم والے ہوتے ہیں۔

پر الزام لگانا کیا عقل مندی ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ اور نیز سوامی جی نے لکھا ہے ۔ کہ شری کرشن جیسے مہاتما کا نرک جانا۔ جینی لوگ کہتے ہیں۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جینی لوگ جس کرشن جی کا نرک میں جانا مانتے ہیں۔ اُس کرشن جی کو ہوئے ۸۶۰۱۱۴۲ برس ملنتے ہیں ۔ اور وہ کرشن جی بائیسویں[۲۲] ترتھنکر شری ارشٹ نیمی کا پرم بھگت تھا ۔ اُس نے آنے والے زمانے میں بارھویں[۱۲] امم نامی ارہنت ہونے کا پُن پیدا کیا لیکن لڑائی اور راج بھوگ اور وشے میں غلطان ہونے سے نرک میں گیا ۔ وہاں سے نکل کر بارھواں اوتار ہوگا ۔ ایسی تحریر جین مت کے شاستروں میں ہے۔ لیکن جس کرشن جی باسودیو کو ہوئے صرف ۵۰۰۰ برس گذرے ہیں ۔ اور جس کرشن جی کو لوگ اوتار مانتے ہیں۔ اُس کرشن جی باسودیو کا بیان جین مت میں نہیں ہے۔ اور نہ ہی اُس کرشن جی کو جین مت میں نرک میں گیا ۔ ایسے لکھا ہے ۔ تو پھر سوامی جی نے کیوں جھوٹ لکھکر کے کاغذ کالے کئے ہیں ۔ اور پبلک کو بہکایا ہے ۔ دیانند جی کی یہ تحریر کرشن جی کے سیوکوں کو بھڑکانے کے لئے ہے ۔ تاکہ اُن کے سیوک جینیوں کے ساتھ دشمنی کریں ۔ لیکن سوامی جی نے خود جو کرشن جی وغیرہ اوتاروں کی مذمت کی ہے ۔ ایسی کسی نے بھی نہیں کی ہے ۔ چنانچہ کرشن جی وغیرہ جیسے اوتاروں کے رچے ہوئے ۔ پران ۔ آپ پران ۔ گیتا ۔ بھاگوت ۔ اٹھارہ سمرتیاں وغیرہ وغیرہ سب کتابوں کو مِتھیا ٹھہرایا ہے ۔ جب یہ گرنتھ جھوٹے ہوئے ۔ تو اُن کے مصنف شری کرشن جی وغیرہ جھوٹ بولنے والے اور اگیانی ٹھہرے ۔ اور نیز جو سب دیوؤں کی مُورتیوں کی نندیا

دھارنگ مہا تما سب نرک کو گئے" وغیرہ وغیرہ
سوامی کا یہ لکھنا بھی صرف لوگوں کو بہکانے اور بھڑکانے کے لیئے ہے۔
آریہ: کیا سوامی جی نے یہ سچ نہیں لکھا۔؟
جینی۔ نہیں۔ سُن لیجئے۔ جین تیرتھنکروں کا اتیہاس پڑھنے سے اور اُنکی مورتیاں دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ پرم تیاگی اور بیراگی۔ سانت۔ دانت۔ مہانت۔ اور سروگ تھے۔ دیانند جی نے بغیر ہی ثبوت کے تعصب میں آکر جو اُن کے برخلاف لکھا ہے۔ ہرگز درست نہیں ہوسکتا۔ سوامی جی کو چاہیئے تھا۔ کہ اُن کے چرتر سے ثابت کرتے۔ اور کسی جین شاستر کا پاٹ لکھتے۔ مگر کہاں سے لکھتے۔ کیا کوئی آکاش پھول کو بھی دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں۔
آریہ:۔ بے شک مان لیا۔ کہ آپ کے تیرتھنکر ایسے نہیں تھے۔ مگر سادھوؤں کی بابت سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ رنڈی باز اور چور رہتے۔
جینی۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی اُن کی جہالت اور دروغ گوئی کو جتلا رہا ہے۔ کیونکہ جینی لوگ پانچ مہا برت دھاری کو ہی سادھو مانتے ہیں۔ اُن میں رنڈی بازی اور چوری پنا کیسے سِدھ ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی سادھو دھرم سے بھرشٹ ہو جاوے تو اُسکو ہم سادھو کب کہتے ہیں۔ اور نہ ہی کوئی اُس کو بندنا نمسکار کرتا ہے۔ اور نہ ہی وہ اُس حالت میں مکتی جا سکتا ہے۔
اے صاحبو اگر کوئی سنیاسی یا بیراگی اپنے دھرم سے بھرشٹ ہو کر بُرے کام کرنے لگ جاوے۔ تو اُس کی مثال دیکر اُن کے مت

آئی دیا نہ شرم لکھا قتل گائے کا
سوامی جی ہائے کیا بڑا کام کر گئے
مکتی سدا کو لکھ کے لکھی اُس سے بازگشت
ناحق ہی پختہ بات کو وہ خام کر گئے
لکھا صریح وید میں ساکن زمین کو
کیوں وید کے خلاف وہ اعلام کر گئے
اچھے ملے طبیب شفا کی تھی آرزو
برعکس اس کے اور وہ سرسام کر گئے
بھارت کا دھرم کر دیا غارت یہ کیا کیا
دنیا و دین میں اپنا بد انجام کر گئے
کیا کیا بیان کروں تیرے سوامی کی خوبیاں
بس آفتاب ہند کی وہ شام کر گئے
نیکی کریگا نیک جگن ناتھ پائے گا
پائیں گے وہ بُرا جو بُرا کام کر گئے۔

پس اب پاٹھک جنوں کو حالات مذکورہ مع غزل کے پڑھنے سے سوامی جی کی لیلا اور اُن کا اُپدیش بخوبی روشن ہو گیا ہو گا۔ کہ انہوں نے ہنسا کے پھیلانے اور وِشے کے بڑھانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی۔ کیا سنیاسیوں اور پری براجک آچاریوں کا ایسا ہی دھرم ہوتا ہے۔؟

اس کے بعد صفحہ ۱۷۴ پر محقق بن کر لکھتے ہیں۔ کہ بھلا کوئی عقل مند آدمی سوچے۔ کہ ان کے سادھو۔ گرہستی اور تیرتھنکر جن میں سے بہت سے رنڈی باز اور پراستری گامی اور چور تھے وہ جین مذہب والے سب لوگ مکتی کو گئے۔ اور شری کرشن جی وغیرہ

اور ہمیشہ روپے کی سماجوں سے مانگنے کی درخواست کرنا۔ کیا ثابت کرتا ہے۔ عیش و عشرت کا حال یہ تھا۔ کہ کوٹھی اور بنگلوں میں قیام ہوتا تھا۔ گدی اور تکیوں پر آرام ہوتا تھا۔ نوار کے پلنگ پر سوتے تھے۔ ہر وقت پان چباتے تھے۔ حقہ پیتے تھے۔ برہمن عمدہ عمدہ کھانے پکاتا تھا۔ کہار ہاتھ پاؤں دھلواتا تھا۔ چادر اور دوشالہ اوڑھتے تھے۔ زیادہ لکھنا ضرورت نہیں۔ یہ بھی خیال رہے۔ کہ دیانند نے فقط سناتن دھرم ہی کے خلاف نہیں لکھا۔ بلکہ اس نے ہر مذہب والوں کے بزرگوں کو بُرا بھلا لکھا ہے۔ اور سب پر جھوٹے الزام لگائے ہیں۔

غزل

دنیا میں آکے سوامی جی کیا کام کر گئے
افسوس آریہ دھرم کو بدنام کر گئے

کس کو خبر ہے مر کے ہوئی اُن کی کیا گتی
وہ اپنی زندگی میں تو آرام کر گئے

جائز نیوگ کر دیا دس مرد سے غضب
شرم حیا کا خون سر عام کر گئے

خواہش ہو حاملہ کو تو وہ بھی کرے نیوگ
بیہوش ہو کے کیا وہ یہ ارقام کر گئے

ستیارتھ میں لکھا ہے کرو ہوم گوشت سے
جان بے زبانوں کی تہ صمصام کر گئے

دیتے تھے۔ منجملہ اُس کے کیسقدر روپیہ وید بھاشیہ پر چھپا ہوا ہے پھر کل سماجوں کو یہ نوٹس دیا گیا۔ کہ بیاکرن کی پُستکیں چھپوانے کو روپیہ کی ضرورت ہے۔ سب صاحب چندہ کرکے روپے روانہ کریں اُنکو بعد چھپ جانے کے اُسیقدر روپے کی کتابیں دے دیجاوینگی غرض کے اُس نوٹس کے وسیلہ سے قریب پانچہزار روپے کے کُل سماجوں سے آگیا۔ اور پستک چھپ کر چہار چند قیمت پر فروخت ہوئیں۔ مگر چندہ دینے والے صاحبوں کو ایک پُستک بھی مرحمت نہ فرمائی۔ پھر عرصہ کے بعد سماجوں کو یہ لکھا۔ کہ جن جن لوگوں نے دیاکرن کی پستکیں چھپوانے کو روپیہ بطور قرض دیا تھا۔ اگر وہ اس کو دھرمارتھ چھوڑ دیں۔ تو وید بھاشیہ کے کام میں آجاویگا۔ غرض سب سماجوں نے منظور کیا۔ اور وہ روپیہ دیانند کے ہی پاس رہا۔ باوجود اِس قدر آمدنی کے خاص ٹائپ کا کارخانہ کھولا۔ اور کتابوں کی چہار چند قیمت مقرر کی۔ اور اُن پر رجسٹری کرائی۔ تاکہ اور کوئی مطبع نہ کراسکے۔ اس تجارت کے ذریعہ سے ہزاروں کا فایدہ ہُوا ریاستوں سے زر کثیر ملا۔ مگر خواہش زر پوری نہ ہُوئی۔ ہمیشہ یہی نوٹس جاری رہا۔ کہ اگر سماجوں سے چندہ ہوکر روپیہ آوے تو وید بھاشیہ جلد تمام ہو جاوے۔ آخر میں ایک وہ نوٹس جاری ہُوا تھا کہ سب سماجوں سے ایک لاکھ روپیہ جمع ہو جاوے تو اُپدیشک منڈلی قایم کرکے جہاں تہاں اپنے دہرم کا پرچار کیا جاوے بعد وفات دیانند کے مشہور ہُوا۔ کہ ۴۵ ہزار روپیہ نقد بمبئی میں کسی سیٹھ کی دکان پر جمع تھا۔ پیشتر اُس کا حال کسی کو معلوم نہ ہُوا۔ سیٹھ کی دوکان پر اسقدر روپیہ جمع رکھنا۔

کا نہیں تو بیل گائے وغیرہ کا مارنا لکھ دیا۔ افسوس
ست دیانند میں تھا نہ دیا کا نام۔ دیا لو سے ہوتا نہیں ایسا کام
ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۳۰۳ میں
لکھا ہے۔ کہ ایک بیل سے ہزار گائیں حاملہ ہوتی ہیں۔ یہاں
وہ ہی مطلب ہے یا کچھ اور۔ ادصیائے ۲۹ منتر ۳۰ کا بھاوارتھ۔
ماتا کی مانند سکھ دینے والی پتنی یعنے زوجہ میرے سکھ کو پراپت
ہو۔ کیا خوب۔ کہیں جورو بھی ماتا کی مانند سکھ دینے والی ہوتی
ہے۔ یہاں تک دیانند کی کتابوں سے بطور مشتے نمونہ ازخروارے
کے قدرے لکھا گیا۔ اب کچھ حال اُس کے سنیاس اور لوبھ کا
لکھا جاتا ہے۔ دیکھو اُس نے خود ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء
کے صفحہ ۱۵۹ میں سنیاسی کے لئے لکھا ہے۔ کہ دھن کی خواہش
اور دھن کے حاصل کرنے میں تدبیر نہ کرے۔ اُس کو کسی دنیوی
کاروبار کا کرنا مناسب نہیں۔ صفحہ ۱۶۳ صرف بھکشا ماتر رکھے
درخت کے نیچے رہے۔ کپڑا خراب پہنے۔ سنیاسی سوائے پرمیشر
سے کسی چیز سے محبت نہ کرے۔ صفحہ ۱۶۴ جب گرہست لوگ کھانا
کھا چکیں۔ اُس وقت سنیاسی اُن کے گھر جا کر کھانا طلب کرے
الخ۔ جب طمع نفسانی اور خواہشات جسمانی کا غلبہ ہوا۔ تو ستیارتھ پرکاش
مذکور میں سنیاسی کے لئے جو جو کچھ ضروری لکھا تھا۔ سب بھول
گئے۔ یہاں تک کہ جب ستیارتھ پرکاش دوسری بار چھپوایا۔ اُس
میں اُن باتوں کو بالکل نہ رکھا۔ اور اپنی تحریر سابقہ کے بالکل خلاف کارروائی
شروع کی دھن کی خواہش یہاں تک بڑھ گئی کہ راجہ جیکرشن داس
صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ رئیس اعظم مراد آباد سے ساٹھ
روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر تھی۔ اور اکثر لوگ وقتاً فوقتاً دھرمارتھ روپے

اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۷ میں لکھا ہے۔ کہ عمدہ عورت ہر ملک اور ہر انسان سے لینا چاہیئے۔ اِس حکم سے اگر عمدہ عورت مسلمان۔ خواہ عیسائی۔ بلکہ بھنگی چمار تک کی ہو۔ وہاں سے بھی لے لیوے۔ واہ کیا خوب نصیحت ہے۔

سے بریں عقل و دانست بباید گریست۔ صفحہ ۲۵۸ میں لکھا ہے اگر گرم ملک ہو۔ تو مع شکھا یعنے چوٹی تک صاف کرا دینا چاہیئے۔ کیونکہ سر میں بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے۔ دیانند کی ہوشیاری پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہندو پن کا نشان تک مٹانا چاہتا ہے۔

سنسکار ودھی مطبوعہ سمت ۱۹۳۳ کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے۔ کہ جو چاہے کہ میرا بیٹا پنڈت دشمنوں کو فتح کرنے والا اور سب وید ویدانت کا پڑھنے اور پڑھانے اور تمام عمر بھوگنے والا ہو۔ وہ گوشت کے ہمراہ بھات پکا کر کھاوے۔ یہ عجب نسخہ ہے۔

صفحہ ۲۱۴ غد وغیرہ کا خواہش مند گوسپند کے گوشت کا بھوجن اور ودیا کا خواہش مند تیتر کا گوشت کھاوے۔ یجروید بھاشیہ ادھیائے ۳۰ کا پہلا منتر ۵ کا بھاوارتھ۔ جو جھوٹ بولنے والے ہیں۔ وہ اسر راکھشش وغیرہ ناموں کے لائق ہیں۔ خود دیانند اور کوئی دیانندی جھوٹ بولنے سے بالکل بری نہیں ہو سکتا۔ موافق تحریر دیانند کے وہ کن ناموں کے لائق ہوئے۔ ستیارتھ پرکاش سابقہ میں گائے بیل وغیرہ کا مارنا۔ گوشت وغیرہ سے ہوم کرنا پنڈ دینا۔ اور گوشت کھانے کی تائید لکھی ہوئی تھی۔ دوسری بار کے ستیارتھ پرکاش میں لوگوں کے شرمانے سے اُس کو نکال ڈالا تھا۔ مگر دل سے سے وہ خرابی دور نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ پھر وید بھاشیہ میں گائے

نیوگ کرے۔ جبکہ نیوگ کی اجازت اولاد نہ ہونے کی صورت میں
ہے۔ تو نیوگ سے دس اولاد تک پیدا کرنا سراسر خلاف عقل ہے
کیونکہ ایک لڑکا یا لڑکی پیدا ہونے سے انسان لاولد نہیں ہوسکتا
پھر دس اولاد تک پیدا کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ دوسری بار
کے چھپے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۱۸ میں لکھا ہے۔ کہ جب
خاوند اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔ تو اپنی عورت کو اجازت
دے کہ تو میرے سوا دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ ایسے ہی عورت
بھی جب بیماری وغیرہ کے سبب سے اولاد پیدا کرنے کی طاقت
نہ رکھے تو اپنے خاوند کو اجازت دے۔ کہ آپ کسی دوسری بدھوا
عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کیجئے۔ اور پھر صفحہ ۱۱۹ میں
لکھا ہے۔ کہ جس عورت کا خاوند۔ دھرم۔ دویا اور دھن وغیرہ کی
خواہش کے لئے پردیس گیا ہو۔ وہ بعد میعاد مقررہ کے کسی سے
نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے۔ جب اصلی خاوند آجاوے۔ تب نیوگ
والا خاوند چھوٹ جاوے۔ اور اگر خاوند زیادہ تکلیف دینے والا ہو
تو عورت کو مناسب ہے۔ کہ اُس کو چھوڑ کر دوسرے سے اولاد پیدا
کرلیوے۔ صفحہ ۱۲۰ میں لکھا ہے۔ کہ حاملہ عورت سے ایک سال
جماع کرنے کے وقت میں مرد یا عورت سے نہ رہا جائے۔ تو کسی
سے نیوگ کرکے اُس کے لئے بیٹا پیدا کردے۔ جس دیانند کے
علم وعقل پر دیانندیوں کو ناز ہے۔ یہ اُس کی پندونصیحت کا نمونہ ہے
میں یقین کرتا ہوں۔ کہ ایسی باتوں کو شریف تو کیا۔ کوئی رذیل بھی
قبول نہ کریگا۔ دیانندیوں کو اختیار ہے۔
کہ وہ حق جانیں۔ یا ناحق مانیں۔ شاستر کا منشاء ایسا ہرگز نہیں۔
؎ گرہمیں مکتب است وایں مُلّا۔ کارِ طفلاں خراب خواہد شُد

صفحہ ۳۰۲ میں ہے۔ کہ اگر کوئی بھی گوشت نہ کھائے۔ تو جانور۔
چرند۔ پرند۔ جس قدر ہیں۔ اُس سے ہزار چند ہو جاویں۔ پھر انسانوں
کو مارنے لگیں۔ اور کھیتوں میں غلہ نہ ہونے پاوے۔ پھر انسان
مر جاویں۔ صفحہ ۳۰۳ میں لکھا ہے۔ کہ جہاں جہاں گومیدھ وغیرہ
لکھے ہیں۔ وہاں پشوؤں میں نروں کا مارنا لکھا ہے۔ اور
ایک بیل سے ہزار گائیں حاملہ ہوتی ہیں۔ اس سے نقصان بھی
نہیں۔ اور جو بانجھ گائے ہوتی ہے۔ اُس کو بھی گومیدھ میں مارنا
لکھا ہے۔ کیونکہ بانجھ گائے سے دودھ اور بچھڑوں وغیرہ کی پیدائش
نہیں ہوتی۔ صفحہ ۳۹۹ میں لکھا ہے۔ کہ پشوؤں کو مارنے میں تھوڑا
سا دکھ ہوتا ہے۔ اور یگ میں جانداروں اور غیر جانداروں کا نہایت
فائدہ ہے۔ تحریرات مذکورہ بالا سے صاحبان عقل بخوبی سمجھ سکتے
ہیں۔ کہ دیانند دہرم کا پھیلانے والا تھا۔ یا ادہرم کا۔ کوئی ہندو
کا بیٹا ایسی ادہرم کی باتیں ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ رگوید آدی بھاشیہ
بھومیکا کے صفحہ ۲۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ مرد کے لئے وید کی یہ
اجازت ہے۔ کہ جس عورت سے شادی ہووئے۔ یا نیوگ کرے
اُس میں دس اولاد تک پیدا کرے۔ اس سے دو سطر کے بعد
لکھا ہے۔ کہ جس مرد کے ساتھ شادی ہوئی ہو۔ اُس کے مرنے
یا بیمار ہونے پر دوسرے مرد یا عورت کے ساتھ اگر اولاد موجود
نہ ہو تو نیوگ کرے۔ اگر دوسرا بھی مر جاوے یا بیمار ہو جاوے
تو تیسرے کے ساتھ۔ اسی طرح دس تک نیوگ کرنے کی
اجازت ہے۔ یہاں جائے غور ہے۔ کہ اول تو وید کی یہ
اجازت ظاہر کی۔ کہ جس عورت سے نیوگ کرے۔ اُس میں دس
اولاد تک پیدا کرے۔ پھر کہا۔ کہ در صورت اولاد نہ ہونے کے

نے اُس کو اپنا چیلا بنایا۔ اور اُس نے اُس کا نام دیانند سرستی رکھا
تا مدت مدید یہ شخص اُسی مذہب میں رہا ہے۔ اور اپنے آپکو خدا سمجھتا
رہا۔ صفحہ ۵۶ و ۵۷ پر لکھا ہے۔ کہ مجھکو ایک لاش دریا کے
اوپر بہتی ہوئی ملی۔ میں نے اُسکو دریا سے نکالا۔ اور تیز چاقو سے
کاٹنا شروع کیا۔ کیا خوب براہمن اور سنیاسی ہوکر مردہ لاش کو
چیرنا آپ ہی کا کام تھا۔؟ صفحہ ۵۸ پر چانڈال گڑھ کے ذکر
میں لکھا ہے۔ کہ اُس جگہ مجھے ایک بڑا عیب لگ گیا یعنے مجھ میں
بھنگ کے استعمال کرنے کی عادت ہو گئی۔ یعنے بعض اوقات
اُس کے اثر سے میں بالکل مدہوش رہا کرتا تھا۔ ایسے بھنگڑ
کی تحریر اور تقریر پر بھروسہ کرنا عقلمندوں کا کام ہرگز نہیں۔ کچھ
عرصہ کے بعد اُس نے ایک کتاب موسومہ ستیارتھ پرکاش بنائی
اور ۱۸۷۵ء میں مقام بنارس میں چھپوائی۔ اُس کے صفحہ ۵۴ میں
صبح و شام گوشت وغیرہ سے ہوم کرنا لکھا ہے۔ صفحہ ۶۷ میں لکھا
ہے۔ کہ ملیچھ نام بُرا نہیں۔ جن لوگوں کی زبان سے سنسکرت حروف
کا تلفظ جیسا کہ چاہیئے۔ صاف ادا نہیں ہو سکتا۔ اُنکا نام ملیچھ ہے
سماجوں کے اکثر ممبر ایسے ہونگے کہ جن کی زبان سے سنسکرت حروف
کا تلفظ ٹھیک ٹھیک ہرگز ادا نہ ہو سکے گا۔ بقول دیانند کے وہ
ملیچھ ٹھہرے۔ صفحہ ۱۴۸ میں گائے کو گدھی کے برابر سمجھ کر لکھا
ہے۔ کہ گائے سے جب دودھ وغیرہ مطلب ہو۔ تب تک اُس کو
چارہ وغیرہ دیوے۔ ورنہ نہیں۔ صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے۔ کہ گوشت کے
پنڈ دینے میں کچھ پاپ نہیں۔ صفحہ ۱۷۱ میں لکھا ہے۔ کہ یگ کے
واسطے جو جانداروں کا قتل کرتا ہے۔ وہ ودھی پوربک قتل کرنا
ہے۔ یعنے جائز ہے۔

رسالہ سناتن دہرم پرچارک امرت سر نے ماہ مئی ۱۹۰۵ء کے پرچہ میں شائع کیا تھا۔ تھوڑا سا بطور نمونہ کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو صاحب مفصل دیکھنا چاہیں۔ وہ کتاب منگواکر دیکھ سکتے ہیں۔

"دیانند کس ذات ۔ کس شہر کا اور کس شخص کا بیٹا تھا۔ یہ بات ہنوز کسی کو اصلی طور پر معلوم نہیں۔ اُس نے اپنی زندگی کے حالات ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۰ء کی تھیوسوفسٹ انگریزی اخبار میں خود طبع کرائے تھے۔ اُس کا ترجمہ ولپت رائے جگرانواں والے نے اردو میں کیا ہے۔ وہاں دیانند نے اپنے باپ کا نام اور اپنے خاندان کے مسکن کا پتہ بتلانے کی نسبت جو کچھ عذر لکھا ہے۔ سراسر خلاف عقل ہے۔ خیر ہمکو اُس سے کچھ غرض نہیں ہے۔ اُس کا جو حال معلوم ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ سوانحعمری مذکور کے صفحہ ۲۱ میں دیانند کا قول ہے کہ مجھ کو ایک برہمچاری ملا۔ جس کے اُپدیش سے میں اُس کے فرقہ میں شریک ہو گیا۔ اور اُس نے میرا نام شدھ چیتن رکھا۔ صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے۔ کہ پرمانند وغیرہ ست پرشوں نے مجھکو پورا پورا یقین دلا دیا۔ کہ برہم یعنے ایشور میرے وجود سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہے مجھے پورا یقین ہو گیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں۔ صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ سے ظاہر ہے۔ کہ پرمانند سرستی نے اُس کو سنیاسیوں کے چوتھے درجے میں شریک کر لیا۔ اور اُسکو ایک ڈنڈ دیکر اس کا نام دیانند سرستی رکھدیا۔

ناظرین اب جائے غور ہے۔ کہ یہ شخص پیشتر ایک برہم چاری کا چیلہ بنا۔ جس نے اُس کا نام شدھ چیتن رکھا تھا۔ پھر برہمانند وغیرہ کی صحبت سے اُس کو پورا پورا یقین ہو گیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں۔ بعد ازاں پرمانند سرستی ادویت بادی یعنے شنکر آچاریہ مت کے سنیاسی

سنیاسی بنے اور سوامی جی کے لکھے بموجب ویدوں کے حکم پہ چلے۔
اور نراکار ایشور کا دھیان کرے۔ تو وہ مکتی پا سکتا ہے۔ یا نہیں۔
اگر پا سکتا ہے۔ تو جین کے شری کھول بھدر جی سادھو جیسے دہرم کا
پالن کر کے سُرگ میں چلے گئے۔ اس میں کونسی بڑی بات ہے۔
اسی طرح ارنک وغیرہ منیوں کی بات سمجھ لینا۔ افسوس ہے۔ کہ
سوامی جی ہر ایک بات کو لکھتے وقت آگے پیچھے کچھ نہیں دیکھتے تھے
اور نہ ہی سارا حال دیکھتے تھے۔ کھنڈن کے لئے جھٹ تیار ہو جاتے
تھے۔ مطلب اُنکا یہ تھا۔ کہ اگر تمام حال لکھا جاویگا۔ تو کھنڈن ہرگز
نہ ہوگا۔ بھلا اس طرح کھنڈن ہو سکتا ہے۔؟
اس کے بعد سوامی جی محقق بن کر لکھتے ہیں۔ کہ اب اُنکے سادھوں
اور گرہستیوں کی لیلا دیکھئے دیگرا وغیرہ
سوامی جی ذرا غور کرتے تو اُنکو معلوم ہو جاتا۔ کہ ہر بکار جین دہرم
میں لیلا اور بکار کا ہونا کیسے ہو سکتا ہے۔
معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کو اپنی سوانحعمری اور اُپدیش جو کہ
اوروں کو سُدھار کے واسطے لکھا ہے۔ یاد نہ رہا ہوگا۔ اپنی سوانح
عمری اور اپنی تحریر کی طرف ذرا خیال شریف فرماتے۔ تو اُنکو معلوم
ہو جاتا۔ کہ میں نے خود کیسی لیلا کی ہے۔ اب یہاں پر تھوڑا سا بطور
نمونہ کے ناظرین والا تمکین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ دیانند
کی چند رنگینیاں اور اس کا کچا چٹھا جو پنڈت جگن ناتھ داس صاحب
مُرادآباد نواسی کا بنایا ہوا ہے۔ اور پنڈت تُلسیا رام صاحب شرادھ ایڈیٹر

علـ دیانند کی چند رنگینیاں اور اُس کا کچا چٹھا پنڈت جگنناتھ داس صاحب ساکن
مرادآباد محلہ دین پورہ سے مل سکتی ہے۔

پاٹ تو آپ نے سُن لیا۔ لو ذرا اب ارتھ کی طرف بھی خیال کرے
ارتھ :- بھو۔ آکاش۔ سُرگ۔ ہم سورج کی بڑی جوتی کا دھیان
کرتے ہیں۔ وہ ہماری بُدھی کو پریرنا کرے۔ یعنے تیج روپ سُورج
کا ہم دھیان کرتے ہیں۔ وہ ہماری بُدھی کو راستے پر لاوے۔
پس یہی آپکا گرو منتر ہے۔ کہ جس پر اتنا گمان رکھتے ہو۔ اور جس
کا کچھ حساب نہیں۔ ذرا خیال تو فرماویں۔ کہ اس میں کونسے پرماتما کا
دھیان ہے۔ اب ذرا آپ ہی منصف مزاج ہو کر انصاف سے
سوچیں کہ تنتر پران اور بھاٹوں کی حکایتوں کو مات کرنے والا کون
ہُوا۔؟

اس کے آگے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۷۰ پر مورتی درشن کی بابت
پھر لکھا ہے۔ جس کا کھنڈن اوپر لکھا گیا ہے۔

بعدازاں سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ اب ان جینیوں کے سادھوں
کی لیلا دیکھئے۔ جین مذہب کا ایک سادھو کوشا ویسوا سے
مباشرت کر کے بعدازاں تارک ہو کر سُرگ کو گیا۔" وغیرہ۔

یہاں پر بھی سوامی جی نے اپنی اگیانتا ظاہر کی ہے۔

آریہ۔ بتلائیے کونسی اگیانتا ظاہر کی ہے۔

جینی :- پٹنہ نگر کے شکڈال منتری کے بیٹے تھول بھدر جی جبکہ
گرہست آشرم میں تھے۔ تب ایک ویسوا کے گھر بارہ برس تک
رہے تھے۔ بعد میں وہ اُس کی صحبت کو ترک کر کے اور دُنیا
چھوڑ کر سادھو ہو گئے۔ اور دھرم کا خوب اچھی طرح سے
پالن کیا۔ اور عمر ختم ہونے پر انتقال کر کے سُرگ گتی (دیوگتی)
کو پراپت ہوئے۔ بتلائیے۔ اس میں کونسی بے جا بات تھی۔ کیا
اگر کوئی آریہ رنڈی باز ہو۔ اور بعد میں وہ اس فعل کو چھوڑ کر

ہوکر پرم برہم میں لین ہو جاویگا۔ یعنے برہم سروپ ہی ہو جاویگا۔
گائیتری منتر سے کوئی بڑا نہیں۔ اُپنشدوں میں بھی بیان ہے۔
کہ جو سورج کے سامنے بیٹھکر گائیتری کا جاپ کریگا۔ وہ بالکل
بے خوف ہو جاویگا۔ پیارے پاٹھک ورگ اب غور کریں۔
کہ ویدک آچاریہ گائیتری منتر کی کتنی تعریف لکھ گئے ہیں۔
اِتنا کہنے کی بھی کچھ ضرورت نہیں۔ اگر گائیتری وغیرہ اپنے
وید منتروں کو لائق تعریف نہ سمجھتے۔ تو ہرگز قبول نہ کرتے۔ انسان
جس چیز کو لائق تعریف سمجھتا ہے۔ اُسی کو قبول کرتا ہے۔ اِس
سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے منتروں کو مہاتم
والے مانتے ہو۔ صرف جینیوں کے منتر کی تعریف ہی آپکو ناگوار
گذرتی ہے۔

آریہ۔ کیا آپ کو گائیتری منتر کے ارتھ کا بھی پتہ ہے۔

جینی۔ ہاں سُن لیجئے۔

गायन्तं त्रायते इति गायत्री

یعنے اُس کے پڑھنے والے کی حفاظت کرے۔ اُس کا نام گائیتری
ہے۔

آریہ۔ بھلا اس کا پاٹ کیا ہے۔

جینی۔ سُن لیجئے۔

ओम् भूर्भुवः स्वः। तत्सवितुर्वरेण्यं
भर्गो देवस्य धीमहि धियो योनः
प्रचोदयात् ॥ यजु॰ अ॰ ३६। मं॰ ३

ہے۔ اور سب طرح کے منگلوں میں درجہ اول کا منگلیک ہے۔

تشریح } اری بمعنے دشمن۔ (کام کرودھ وغیرہ آتما کے دشمنوں سے مراد ہے) جس نے اِن دشمنوں کا ہن یعنے ناش کر دیا ہووے۔ اُسکو اری ہنت کہتے ہیں۔ ایسی کیول گیان حاصل کی ہوئی حالت کے بعد جب وہ مکتی کو پراپت ہوتے ہیں۔ تو اُنکو سِدھ کہتے ہیں۔ اور جو سنسار کے تیاگی اور سچے دہرم کے اُپدیشک ہوویں۔ اُنکو آچاریہ۔ اُپادھیائے اور سادھو کہتے اِس نوکار کے پورے پورے تشریحاً مطلب کے واسطے ایک بڑی بھاری ضخامت کی کتاب درکار ہے۔ اس واسطے مختصر ارتھ و تشریح بیان کی گئی ہے۔ ان سب کو نمسکار کرنے سے بڑا بھاری پھل جو کہ جینیوں نے بیان کیا ہے۔ اِس میں سوامی جی کو کیا بُرا معلوم ہُوا۔

اگر ایسی بے تعصب بات سے بھی سوامی جی رنجیدہ ہوں تو اس میں کسی کا کیا دوش ہے۔ آپ لکھ گئے۔ کہ جینیوں نے اِس منتر کے مہاتم سے تنتر بیان اور بھاٹوں کی حکایتوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ لیکن یہ کیوں نہ لکھا۔ کہ ہمارے گائیتری منتر کی بھی اتنی تعریف لکھی ہے۔ کہ جس کا کچھ حساب نہیں۔ ویدک لوگوں میں گائیتری منتر کا جاپ سب سے بڑھکر فضلیت رکھتا ہے۔ منوجی فرما گئے ہیں۔ کہ آدمی کا گائیتری پڑھنے سے مکتی پانا اِس میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ خواہ وہ اپنے مت کی اور کوئی بات کرے یا نہ کرے۔ وید کو بھی وہ ہی جانتا ہے۔ جو کہ گائیتری کا پہلا حرف جانتا ہے۔ جو شخص تین برس تک ہمیشہ گائیتری پڑھے گا۔ وہ آکاش اور ہَوا کی مانند صاف

درشٹی ہوکر ست است کا نرنے کرنا۔ نہ کہ تعصب میں آکر دُرلبھ منکش جنم کو برتھا گنوانا۔

اس کے بعد جینیوں کا نمشکار منتر لکھکر سوامی جی ایسے لکھتے ہیں "اس منتر کا بڑا مہاتم (عظمت) لکھا ہے۔ یہ سب جینیوں کا گرو منتر ہے۔ اس کا ایسا مہاتم بیان کیا ہے۔ کہ تنتر پران اور بھاٹوں کی باتوں کو بھی مات کر دیا ہے"۔ "اس میں جین کے ارہنت۔ سِدھ۔ آچاریہ۔ اُپادھیائے۔ اور سادھوؤں کو نمشکار کیا ہے"۔ "اگرچہ منتر میں جین کا لفظ نہیں ہے۔ تاہم جینیوں کی بہت سی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ ماسوائے جین مت کے اور کسی کو نمشکار نہ کرنا۔ اس لئے اس کے یہی معنے درست ہیں"۔

سوامی جی کی یہ تحریر بھی تعصب سے بھری ہوئی ہے۔"

آریہ۔ بتلائیے۔ اس میں کونسی تعصب کی بات ہے۔

جینی۔ نوکار منتر کا پاٹھ اور ارتھ سُن لو۔ پھر سوامی جی کا تعصب آپ پر خود بخود روشن ہو جاویگا۔

دیکھئے نوکار منتر کا پاٹھ یہ ہے۔

णमो अरीहंताणं णमो सिद्धाणं णमो आ-
यरीणं नमोउवज्झायाणं, णमो लोए सव्व-
साहूणं ॥
एसो पंच णमुक्कारो सव्वपावप्पणासणो मं
गलाणं च सव्वेसिं पढम हवइ मंगलं ॥

ارتھ: سلارہنت کو۔ سِدھوں کو۔ آچاریہ کو۔ اُپادھیائے کو اور سب سادھوں کو نمشکار ہو) اس نمشکار سے تمام پاپوں کا ناش ہوتا

بھگوان یہ کام دیو کے بان ہیں۔ اور ہم کو انادی کال سے دُکھ دے
رہے ہیں۔ اِس لئے ہم چاہتے ہیں کہ تیری بھگتی سے آئندہ کو یہ
بان ہمکو نہ تکلیف دیویں۔ بتلایئے کہ یہ ہماری بھاونا بغیر پھولوں کے
کیسے ہوسکتی ہے۔ اسی طرح کیسر چندن وغیرہ ہر ایک چیز کے
چڑھانے سے علیحدہ علیحدہ بھاونا ہوتی ہے۔ سو وہ بھی بھاونا
تارنے کا کارن ہے۔ جس کا بیان کتاب بڑھ جانے کے سبب
سے یہاں پر نہیں لکھا جاتا۔

"پاٹھک جنو" غور کرنا چاہیئے۔ کہ جیسے عورت کی تصویر کو دیکھکر
کامیوں کو کام جاگتا ہے۔ اسی طرح پرمیشر کی مورتی کو دیکھکر بھگت
جنوں کو کیوں نہ بیراگ پیدا ہوگا۔

آریہ۔ آپ کا یہ کہنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اس کا کھنڈن ہمارے
سوامی جی نے ایسے کیا ہے۔ کہ اگر پتھر کی مورتی کو دیکھنے سے
شبھ پرنام مانتے ہو۔ تو اُس کے جڑھ ہونے وغیرہ کے وصف
بھی تمہارے اندر آجائیں گے۔ جب عقل پتھرا جاویگی۔ تو نیست
ہو جاؤ گے۔

جینی} آہاہاہا! سوامی جی کی عقل کا کیا ہی کہنا۔ احمق سے احمق
بھی خیال کر سکتا ہے۔ کہ عورت کی تصویر دیکھکر کام تو
پیدا ہوسکتا ہے۔ نہ کہ وہ شخص عورت بن جاتا ہے۔ اسی طرح
بیتراگ دیو کی سانت دانت مورتی کو دیکھکر سانت دانت تو ہو
سکتا ہے۔ نہ کہ جڑھ بن جاتا ہے۔ مگر کیا کیا جاوے۔ سوامی
جی کی عقل پر تو تعصب کا پردہ پڑا ہی ہوا تھا۔ مگر افسوس ہے
اُن پر جو کہ آج کل بھی باوجود ایسی علمیت ہونے کے تعصب
کو نہیں چھوڑتے۔ علم پانے کا سار یہی ہے۔ کہ پکش پات دمت

دیکھے ہیں۔؟۔ کہنا ہی پڑیگا۔ نہیں۔
جس طرح۔ نقشے بنانے والے نے تمام مُلک شہر وغیرہ نہیں دیکھے لیکن اُس کے بنائے ہوئے نقشے کو دیکھکر تمام مُلکوں کا گیان ہو جاتا ہے اسی طرح سورتی میں بھی سمجھ لینا۔ اگر کہو گے کہ جب شاستروں ہی سے ایشور کا سروپ کا گیان ہوتا ہے۔ تو پھر مورتی کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کا یہ کہنا بھی فضول ہے۔ کیونکہ اگر کسی شخص کے آگے کسی نے بمبئی شہر کا حال بیان کیا۔ کہ اُس کا فلاں دروازہ مشرق کو ہے۔ اور فلاں مغرب کو ہے۔ اور فلاں مکان اسٹیشن سے فلاں طرف ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور دوسرے شخص کے آگے بمبئی شہر کا نقشہ بھی رکھدیا اور حال بھی سُنایا۔ اب فرمایئے کہ بمبئی کا زیادہ گیان کسکو ہوگا۔ کہنا ہی پڑے گا۔ کہ حال سُنکر نقشہ دیکھنے والے کو نہ کہ صرف حال ہی سُننے والے کو۔ اسی طرح مورتی میں بھی سمجھ لینا۔

آریہ۔ اچھا جی مورتی کا درشن کرنا بھلا ایشور کے سروپ جاننے میں کارن تو مانا گیا۔ مگر اُس کا ادب اور نمشکار کرنے کی ضرورت ہے۔

جینی۔ واہ جی واہ خوب سُنایا۔ کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے؟ کہ جس کا درشن کرنا تو مانا جاوے۔ لیکن ادب اور نمشکار نہ کیا جاوے۔ جیسے کسی کو گرو یا آچاریہ سمجھا جاوے۔ تو کیا اُس کا ادب یا اُس کو نمشکار نہ کریں گے۔؟۔ نہیں ضرور کریں گے۔

آریہ۔ بھلا ادب کرنا اور نمشکار کرنا تو مان لیا۔ لیکن پھول وغیرہ چڑھانے سے کیا مطلب

جینی۔ ہم پھول چڑھاتے وقت یہ بھاونا کرتے ہیں۔ کہ ہے

ایشور کا تعلق نہ رہیگا۔ کیونکہ اوم پد روپی ہے۔ اور ایشور اروپی ہے۔

آریہ } آپ اس بات کو سمجھے نہیں ہیں۔ جس وقت ہم اوم پد کا اُچارن اور دھیان کرتے ہیں۔ اس وقت ہمارے دل کا خیال جڑھ روپ اوم شبد کے ساتھ نہیں رہتا ہے۔ بلکہ اُس پد کے واچیہ (वाच्य) میں یعنے ایشور میں رہتا ہے۔ نہ کہ اوم پد میں۔

جینی } جب آپکا خیال واچک کو یعنے اس اوم پد کو چھوڑ کر واچیہ वाच्य میں یعنے ایشور میں رہتا ہے۔ تو آپکو واچک کی یعنے اوم پد کی کیا ضرورت ہے۔

آریہ۔ بغیر اوم پد کے ہمکو ایشور کا گیان نہیں ہوتا۔

جینی :۔ جس طرح بغیر شبد کی ستھاپنا۔ "स्थापना" کے ایشور کا دھیان نہیں کر سکتے ہو۔ اسی طرح بغیر مورتی کے ایشور کی پہچان بھی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جنکو کیول گیان (برہم گیان) نہیں ہوا ہے۔ اُن کے لئے مورتی کا درشن کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر دیکھے مورتی کے ایشور کے سروپ کا بودھ نہیں ہو سکتا۔ جیسے کوئی دو شخص ہیں۔ اُن میں سے ایک نے اصلی ہاتھی دیکھا ہُوا ہے۔ اور دوسرے نے صرف نام ہی سنا ہُوا ہے۔ مگر ہاتھی کبھی بالکل نہیں دیکھا ہے۔ اُن دونوں میں سے نام سُننے والے کو بغیر ہاتھی کی تصویر کے دیکھے اصلی ہاتھی کا گیان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہم تم نے بھی ایشور کا نام ہی سُنا ہے۔ مگر دیکھا نہیں ہے۔ اس لئے بغیر ایشور کی مورتی کے ایشور کا گیان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر کہو گے مورتی بنانے والے نے کہاں ایشور دیکھا تھا۔ تو آپ کا یہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ نقشے کے بنانے والے نے کیا تمام مُلک شہر قصبے۔ گاؤں۔ سمندر۔ دریا۔ نہریں۔ جھیلیں۔ جزیرے۔ پہاڑ

اور اس قسم کا پرنیتا پاتر بنانا

प्रणीतापात्र
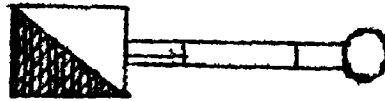
اور ایک اس قسم کی آجیہ ستھالی بنانی

आज्यस्थाली
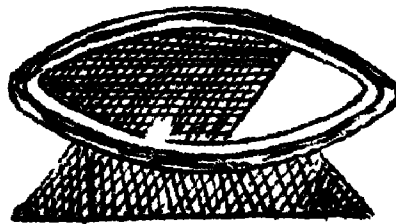
اور اس نمونے کا ایک چمچہ بنانا

चमसा

ذرا غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر سوامی جی مورتی نہیں مانتے تھے۔ تو اپنے سیوکوں کو بغیر خاکہ بنانے کے کیوں نہ سمجھا سکے۔

آریہ } ان خاکوں کو ہم ٹھیٹھ ویدی وغیرہ تو نہیں مانتے۔ ہم تو صرف ان خاکوں کو اصلی ویدی وغیرہ کا گیان ہونے میں نمت مانتے ہیں۔

جینی } ہم بھی تو یہی کہتے ہیں۔ کہ مورتی ایشور نہیں۔ لیکن ایشور کے سروپ کا سمرن کرانے میں کارن ہے۔

آریہ } ویدی وغیرہ چیزیں تو روپی ہیں۔ لیکن ایشور تو ایک اروپی چیز ہے۔ پھر اس کی مورتی کیسے بن سکے۔

جینی۔ اگر آپ ایشور کو اروپی ہی مانتے ہو تو ادم اس پد کے ساتھ

کئے ہیں ۔اُن کا جواب پیشتر لکھا گیا ہے ۔ اس لئے دوہرانے کی ضرورت نہیں ۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۶۹ پر مورتی پوجہ کے کھنڈن کرنے کے لئے کئی قسم کی حجتیں لکھتے وقت یہ خیال دل میں نہیں کیا ۔ کہ میں نے ستیارتھ پرکاش میں کیا لکھا ہے ۔

آریہ :۔ ذرا بتلائیے تو سہی کہ سوامی نے کیا لکھا ہے ۔

جینی :۔ اگر تعصب کو چھوڑ کر سوچیں تو مورتی کا ماننا ہی لکھا ہے ۔

آریہ :۔ ہیں ۔؟ آپ بڑی حیرت انگیز بات سُناتے ہو ۔ کیا ہمارے سوامی جی مورتی کا ماننا لکھیں ۔ ؟ ۔ ہرگز یہ بات نہیں ہو سکتی ۔

جینی } دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷ یہاں پر اگنی ہوتر کرنیکا طریق اور اس کا ضروری سامان لکھا ہے ۔ کہ اتنی لمبی اور اتنی چوڑی چوکون ویدی بنانی چاہیئے ۔

वेदी

ویدی

اور ایسا پروکھشنی پاتر بنانا

प्रोक्षणी पात्र

اگر کہوگے ۔ ویدوں سے تو گیان ہوتا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں
کہ کیا وید خود بخود ہی گیان پراپت کرانے میں سمرتھ ہیں ۔ یا
آدمی کی سمجھ گیان کراتی ہے۔ اگر کہوگے وید خود بخود ہی سمرتھ
ہیں۔ تو آپ کا یہ کہنا درست نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ اگر ایسا
ہووے ۔ تو مورکھ آدمی بھی اپنے پاس ویدوں کے رکھنے
سے ویدوں کا عالم ہونا چاہیئے۔ مگر ایسا دیکھنے میں نہیں آتا
کیوں کہ ویدوں کو پاس رکھنے والے ہزاروں ہیں ۔ مگر اُن کے
سمجھنے والے سینکڑوں میں سے بھی ایک دو ہی نکلتے ہیں۔
اگر کہوگے اپنی سمجھ سے گیان ہوتا ہے۔ تو اسی طرح
مورتی سے بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ جیسے ہاتھی کی تصویر دیکھ
کر اُس آدمی کو جس نے کبھی ہاتھی نہیں دیکھا ۔ ہاتھی کا گیان
ہوجاتا ہے ۔ اگر اُسکو صرف ہاتھی کا نام ہی بتلایا جاوے
تو اُس کو ہرگز ہاتھی کا گیان نہیں ہوسکتا ہے ۔ کہ ہاتھی ایسا
ہوتا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ مورتی ضرور
ماننی چاہیئے۔

اس کے آگے صفحہ ۴۶۸ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔
کہ" اگر مورتی پوجہ کرکے بھوساگر سے پار ہوجاتے ہوں ۔ تو
پھر سمیک گیان درشن اور چارتر کیوں کرتے ہو"
سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں کیونکہ جینی کب
کہتے ہیں ۔ کہ صرف مورتی پوجہ سے ہی تر جاتے ہیں۔ مورتی
پوجہ بھی سمیک گیان درشن پورک ہی جنھارتھ پھل دینے
والی ہوتی ہے ۔

اسکے بعد سوامی جی نے رتن سار کا شلوک لکھکر جو جو سوال

اُن کا جواب بار بار لکھنا عقل مندی نہیں ہے۔
اس کے بعد سوامی جی نے صفحہ ۴۶۷ پر لکھا ہے "کہ کسی ایک شخص نے پانچ کوڑی کے پھول چڑھائے۔ اُسے اٹھارہ ملکوں کی حکومت ملی۔ اُس کا نام کماپال تھا وغیرہ وغیرہ۔
سوامی جی کا یہ طنزاً لکھنا بے سمجھی میں ہی داخل ہے۔ کیونکہ جس وقت اُس شخص نے پھول خرید کئے تھے۔ اُس وقت اُس کے پاس تمام جائیداد صرف پانچ کوڑی ہی تھیں۔ جن سے پھول لیکر شدھ بھاونا سے چڑھائے۔ اگر در اصل خیال کیا جاوے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اُس نے صرف پانچ کوڑی ہی نہیں۔ بلکہ اپنی تمام جائیداد شدھ بھاونا سے دھرم ارتھ میں سمرپن کی۔ ہاں اِس وقت بھی اگر کوئی شخص اُسی طرح سے شدھ بھاونا پوربک پرم بھگتی سے اپنی تمام جائیداد دھرم کے واسطے سمرپن کرے تو اُس کا بھاستروں میں راجہ ہونا کوئی مشکل بات نہیں۔ راجہ تو درکنار۔ بلکہ شدھ بھاونا کے انت رنگ سے مکتی کو بھی حاصل کرسکتا ہے۔

آریہ } ہاں بے شک اگر دھرم کے کاموں میں دھن دولت خرچ کیا جاوے۔ تو اُس کا پھل راجہ ہونا اور مکتی پانا مشکل نہیں نہ کہ جڑھ مورتی کی پوجہ سے ایسا پھل حاصل ہوسکے۔

جینی:۔ کیا جڑھ مورتی کچھ نہیں کرسکتی۔

آریہ } ہاں بے شک اپنے سے تو وہ مکھی نہیں اڑا سکتی۔ تو دوسروں کو اُس کی بھگتی سے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔

جینی } واہ جی واہ خوب کہا۔ آپ کے وید بھی تو جڑھ ہی ہیں چونکہ مورتی کی طرح مکھی نہیں اڑا سکتے۔ جن سے آپ پرم پدمکتی کا پھل حاصل کرنا مانتے ہو۔

یعنی وید کے علاوہ سب پاکھنڈ ہے۔ اِدھر منوجی سب سے بڑھکر فرماگئے ہیں۔

वेदनिन्दापरायेतु तदा चारविवर्ज्जिता।
तेसर्वे नरकं यांति यद्यपिब्रह्म बीजजाः
॥९॥

ارتھ:۔ وید کی مذمت کرنے والے اور اُس کے کہے ہوئے آچار سے رہت سب نرک جائیں گے۔ کیا ہی کہنا۔ آپ کو اور آپ کے منوجی کو اور شنکر آچاریہ کو خوب پکش پات روُپ واڑہ بندی کر گئے۔ آنکھیں کھول تعصب کا پردہ اُٹھاکر ذرا غور تو کرنا تھا۔ کہ کنجڑی کی مانند اپنے بیر میٹھے اور دوسروں کے کٹھے کہنے والے جینی ہیں۔ یا آپ؟

پیارے ناظرین کہاں تک لکھا جاوے۔ اسی شَشٹی شتک گرنتھ کی گاتھاؤں کے جھوٹے ارتھ لکھکر سچے جین مذہب پر جھوٹے الزام لگانے کے لئے کئی صفحے بے فایدہ کالے کئے ہیں۔ عقل مند لوگ ہماری اس تھوڑی سی تحریر سے ہی سمجھ جائیں گے۔ کیونکہ لبقول ؎
العاقل تکفیۃ الا شارۃ۔

سوامی جی پراکرت سے بالکل بے بہرہ تھے۔ کیونکہ سوامی جی نے جین کے شَشٹی شتک گرنتھ کی اندازاً تیس گاتھیں لکھکر اُن کے جو ارتھ کئے ہیں۔ وہ سب جھوٹے اور اپنی مرضی کے مطابق کئے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اپنے دل میں گمان رکھتا ہو۔ کہ ہمارے سوامی جی نے جھوٹ نہیں لکھا ہے۔ تو جن جن گاتھوں کا ستیارتھ پرکاش میں حوالہ دیا ہُوا ہے۔ اُن گاتھوں کا ارتھ پراکرت جاننے والے پنڈتوں سے کراکر دیکھ لیوے۔ پھر ہماری سچائی اور سوامی جی کی لیاقت خود بخود ہی روشن ہوجاویگی۔ چونکہ سوامی جی نے انہی باتوں کو بار بار لکھا ہے۔ اِس لئے

بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ وید کے برخلاف اور اُلٹا ارتھ
کرنے سے اُن کا اُپدیش نہ سُننا چاہیئے۔ بھُولا ہُوا تو آپکا نراکار ایشور ہی
تھا۔ جس نے سوامی جی کے فرمان بموجب جھوٹے ارتھ لکھنے والے
مہی دہر۔ سائنا آچاریہ وغیرہ کو کیوں پیدا کیا۔ اور سچے ارتھ کرنے والے
سوامی جی کو اُن سے پیشتر پیدا کیوں نہ کیا۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ
بھُولا ہُوا کون ہُوا۔

اس کے آگے دیانند جی نے جگہ جگہ پر لکھا ہے۔ کہ "جینی لوگ
بڑے ہٹھ والے ہوتے ہیں۔ دوسرے مت والوں کا ماننا اور پوجنا
نہیں فرماتے۔ اور اپنے بیر بیٹھے اور دوسروں کے کھٹے کہتے ہیں"۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بڑا پکش پات کا ہے۔ کیونکہ آپ خود
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۰ پر لکھتے ہیں۔ کہ جو شخص وید اور عابد لوگوں
کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اُس وید
کی بُرائی کرنے والے مُنکر کو ذات اور جماعت اور مُلک سے نکال دینا
چاہیئے۔ واہ جی واہ کیا ہی کہنا۔ خوب کہا۔ آپ تو اپنے مُنہ سے اپنے
مت کی تعریف کرتے ہیں۔ اور تعریف بھی کیسی کہ جو وید کو نہ مانے وہ
ناستک ہے۔ ایسا لکھتے ہیں۔ اور جو دوسروں کے گُرو جیسے لفظ
کو دیکھکر جو کہ نہ کسی کی نندیا اور نہ مذمت ہے۔ بھڑک اُٹھتے ہیں۔ یہ
کوئی عقلمندی نہیں ہے۔ سوامی جی جین۔ بودھ۔ کپل۔ گوتم۔
پاتنجلی۔ کناد۔ کبیر۔ گُرو نانک۔ عیسائی۔ اہل اسلام وغیرہ جو جو آپکے
وید کو نہیں مانتے اُنکو دیس نکالا دینا چاہتے تھے۔ اور تیز شنکر
دگ بجے کے چھبیسویں پرکرن میں ~~لکھتے ہیں~~ کہا ہے۔

तद्व्यतिरिक्तस्यैव पाखंडत्वात्

راگ ۔ دویش ۔ کام کرودھ ۔ اور استری سمبندھ رہت دیو کو شُردیو مانتے ہیں ۔ اور کنچن کامنی کے تیاگی اور سچے دھرم کے اُپدیشک اور پانچ مہا برت دھارک کو شُدگرو ۔ اور ایسے نراگ گیانی کے بیان کردہ دہرم کو شُدھ دہرم مانتے ہیں ۔ بتلائیے اس میں کیا جھوٹ لکھا ہے ۔ کُودیو ۔ کُوگرو ۔ کُودہرم سے جینی کیا بلکہ سب لوگ انکار کرتے ہیں ۔ اس سے دیانند جی کیوں ناراض ہوئے ۔ اگر ویدک دیوگرو اور دھرم مذکورہ تعریف والے ہیں ۔ تو اُن کو ماننے سے جینیوں کو انکار نہیں ہے ۔ اس کے آگے سوامی جی لکھتے ہیں ۔ کہ کُوگرو کی سیوا نہ کرنی چاہیئے ۔ سانپ کی صحبت سے ایک دفعہ ہی مرن ہوتا ہے ۔ لیکن کُوگرو کی صحبت سے جنم جنم میں مرنا پڑیگا ۔ اس بات سے رنجیدہ ہوکر ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۷۰ پر شِشٹی شتک گرنتھ کی گاتھا لکھکر صفحہ ۵۸۰ پر محقق بن کر لکھتے ہیں ۔ کہ دیکھئے ۔ جینیوں کے برابر گمراہ سنگدل ۔ کینہ ور ۔ مذمت کرنے والا اور بھولا ہُوا کوئی بھی دوسرے مذہب والا نہ ہوگا ۔ کیونکہ انہوں نے یہ بات دل میں سوچی ہے ۔ کہ اگر ہم دوسروں کی مذمت اور اپنی بڑائی نہ کریں گے ۔ تو ہماری تعظیم اور خدمت نہ ہوگی ۔ لیکن ان کے لئے سخت بدنصیبی کی بات ہے ۔"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی اصل اَگیانتا کو جتلا رہا ہے ۔ کیونکہ جو کنچن کامنی کا بھوگی ۔ اور سچے شاستروں سے بخلاف اُپدیش دینے والا ہو وہ کُوگرو ہے ۔ اُس کے ماننے پوجنے سے کوئی پرمارتھک لابھ حاصل نہیں ہوتا ۔ اس سے سوامی جی کیوں ناراض ہوئے ۔ اور جینیوں نے اس میں کس کی مذمت کی ۔ اور اپنی کونسی تعریف لکھی ؟ جینیوں کی ~~جینیوں کے~~ ~~کہنا بنیں ہوا~~ اگر لاکھوں لوگ بھی اُن کی بدنصیبی کہیں ۔ بدنصیبی تو آپ کی ہی تھی ۔ جوکہ آپ کے ویدک مت والے بھی سوامی جی کی

داویوں کا پراپجے کیا ہے ۔ اُن کی تصنیف شدہ گرنتھ اگر سوامی جی دیکھتے
تو اُن کو جین آچاریوں کی لیاقت کا حال خود ہی معلوم ہو جاتا ۔ مگر سوامی
جی کو اتنی لیاقت کہاں تھی ۔ جو ایسے گرنتھوں کو دیکھ سکتے کیوں کہ
جنہوں نے سنسکرت کے ۲ ادھے شلوک کو بھی نہ سمجھا ۔ تو پھر وہ
ایسے گوڑھ (عمیق) شاستروں کا ارتھ کیسے سمجھ سکتے ۔

"پیارے پاٹھکو! جیسے یرکان والے کو سب کچھ زرد ہی زرد دکھلائی
دیتا ہے ۔ اسی طرح سوامی جی بھی بے علمی کی مرض میں مبتلا تھے
اس لئے اُنکو سب بے علم ہی نظر آتے تھے ۔

ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۷۴ پر سوامی جی لکھتے ہیں ۔ "ان درشن
(غیر مذہب کے فلسفہ جاننے والے)

گلنگی (گمراہ) ۔ برہم چاری ۔ سنیاسی وغیرہ سادھو) یعنے جین مذہب
کے مخالفوں کا درشن بھی جینی لوگ نہ کریں" یہاں پر سوامی جی نے
اپنی آگیانتا ظاہر کی ہے ۔ کیونکہ اس گاتھا کا ایسا مطلب ہی نہیں
جیساکہ سوامی جی نے لکھا ہے ۔ اس کے آگے دوسری گاتھا کا ارتھ بھی
سوامی جی نے نہیں سمجھا ہے ۔ گاتھا میں کچھ لکھا ہے ۔ اور سوامی
جی نے کچھ سمجھا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ سوامی جی کو
پراکرت کا گیان بالکل نہیں تھا ۔ ورنہ ایسے جھوٹے ارتھ کیوں لکھتے

اس کے آگے سوامی جی لکھتے ہیں ۔ کہ "دشٹ کرم ساگر میں ڈبونے
والا جین مارگ ہے ۔ کیونکہ یہ لوگ شودیو ۔ شوگرو ۔ شودھرم کو ہی
مانو ایسا لکھکر دوسرے کو ماننا پوجنا نہیں فرماتے ہیں ۔ یہ تو بیر
فروخت کرنے والے کنجڑے کی مانند ہے ۔ جس طرح وہ اپنے کھٹے
بیروں کو میٹھا اور دوسروں کے میٹھے بیروں کو کھٹا اور نکما بتلاتا ہے"
سوامی جی کا یہ لکھنا بھی ٹھیک نہیں ہے ۔ کیونکہ جینی لوگ

ابجائے غور ہے۔ کہ اپنے مُنہ سے تعریف کرنے والے آپ ہوئے یا جینی؟

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جو جین دہرم میں نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا دھارمک عالم ہو۔ جینیوں کو اُس کا ترک کرنا ہی واجب ہے"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ گاتھا کا مطلب ایسا نہیں ہے۔ کہ جو جین مت سے باہر ہووے۔ اُسی کا ہی ترک کرنا واجب ہے۔ گاتھا میں تو یہ لکھا ہے کہ جو شخص شاستر کا جھوٹا ارتھ کرے خواہ جینی ہی کیوں نہ ہو۔ اُس کا بھی ترک کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اگر اُس کی کوئی بھولا آدمی صحبت کریگا۔ تو اُس کے دہوکے میں آکر سچے مطلب سے محرُوم رہ جائیگا۔ اور بغیر سمجھے سچے مطلب کے دنیا سے کبھی نجات نہ پاویگا۔ اِس لئے جیسے منی والے زہریلے سانپ کو چھوڑنا ہی بہتر ہے۔ اسی طرح اُسکو بھی ترک کرنا واجب ہے۔

اور جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "اُن کے چیلے اور آچاریہ عالم ہوتے۔ تو عالموں سے محبت رکھتے" وغیرہ وغیرہ۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی فضول ہے۔ کیونکہ جین آچاریوں کی علمیت دنیا بھر میں مشہُور ہے۔ جیساکہ شری شری شری شری شری ہیم چندر جی مہاراج آچاریہ ہوئے ہیں۔ جن کی تعریف بڑے بڑے انگریز وِدوانوں نے کی ہے۔ اور جن کا بنایا ہُوا جینندر ویاکرن مشہور ہے۔ اور اسی طرح شری بجے دیو سوری جی مہاراج نے ۱۴۸ مستکے

بعد ازاں صفحہ ۵۵۴ پر اس آدھے شلوک کا ارتھ

सर्वथाऽनुबद्धयोगानांत्यागाचरित्र-मुच्यते

ایسا کہا ہے ۔ کہ "دیگر بُرے مذہبوں سے ہرطرح قطع تعلق کرنا چارتر کہلاتا ہے"۔

"پیارے پاٹھکو"! آپ سوامی جی کی لیاقت تو دیکھیں ؟ کہ اس شلوک کا من کلپت ارتھ کرکے اپنی دانشمندی دکھلائی ہے ۔ شلوک کا ارتھ یہ ہے ۔ کہ "سرب تھا ۔ یعنے ہرطرح سے اشبھ (بُرے) من بچن ۔کایہ کے یوگوں کا تیاگ کرنا چارتر کہلاتا ہے"۔ دیکھئے مطلب کیا تھا ۔ اور سمجھ کیا لیا لیاقت ہو تو ایسی ہو۔

اس کے بعد سوامی جی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۶۴ پر محقق بن کر لکھتے ہیں ۔ کہ " اپنے مُنہ سے اپنی تعریف کرنی اور اپنے ہی دہرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہے ۔ کیونکہ اصلی تعریف اُسی کی ہے ۔ جس کی تعریف دوسرے عالم لوگ بھی کریں ۔ اپنے مُنہ سے اپنی تعریف تو چور بھی کرتے ہیں تو کیا وہ لائق تعریف ہوسکتے ہیں"۔؟

سوامی جی کا یہ لکھنا ایسا ہے ۔ کہ ویسوا پہکرستی ہونیکا یعنی برہمچریہ پالنے کا اُپدیش دیوے ۔ مگر یہ ہو نہیں سکتا ۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۴ پر لکھا ہے ۔ "وید وغیرہ سچے شاستروں کا سہارا لو ۔ کیوں بھرم میں پڑے بڑے ٹھوکریں کہا رہے ہو"۔

اب سجن پُرشوں کو منصف مزاج ہوکر غور کرنا چاہیئے ۔ کہ سوامی جی اپنے ویدک دہرم کو کتنا سراہا رہے ہیں ۔ اور دوسروں کو طعنے دیتے ہیں

دھرم بدھی جان کر نمسکار کرنا اور اُن پانی دینا اس لئے اچھا نہیں سمجھتے۔ کہ اُن سے دھرم سمبندھی کوئی فائدہ حاصل نہیں۔ دین ہین جانکر اُنکو پان دینا جین شاستروں میں منع نہیں فرمایا۔ بتلایئے پھر جینی بے رحم اور سنگدل کیسے ثابت ہو سکتے ہیں۔ جینوں کا اصول ہے۔ کہ دان۔ سیل تپ۔ بھاونا یہ چاروں موکش کے دینے والے ہیں۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "متھرا کے راجے کے دیوان مسمی نموچی کو جینیوں نے اپنا مخالف سمجھکر مار ڈالا۔ پھر اونا (مہا اشیچت) لیکر شدھ ہو گیا۔" وغیرہ وغیرہ

سوامی جی کا یہ لکھنا اُس حالت میں درست ہو سکتا تھا۔ جبکہ نموچی پردھان کا سارا بیان یہاں لکھتے۔ جس سے پبلک کو معلوم ہو جاتا کہ دراصل بات کیا تھی۔ سوامی جی نے تو ایسا کیا۔ جیساکہ ایک شخص کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ وہ نماز نہیں پڑھا کرتا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے کہا۔ کہ کیوں میاں نماز کیوں نہیں پڑھا کرتے؟ اُس نے کہا کہ قران شریف میں لکھا ہے کہ نماز مت پڑھو۔ پھر مولوی صاحب نے کہا کہ کیا لکھا ہے

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ

یعنی نماز کے نزدیک مت جاؤ۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ارے بیوقوف آگے بھی تو پڑھ کہ کیا لکھا ہے۔ یعنے

وَاَنْتُمْ سُکَارٰی

کہ جب بیہوشی کی حالت میں ہو تو نماز نہ پڑھو۔ جاہل نے کہا کہ تمام قران شریف پر تمہارا یا تمہارے باپ کا عمل ہوگا۔

ہم اپنے مفید مطلب نصف آیت کاٹ کر ہی لیا کرتے ہیں۔ اسی طرح سوامی جی نے بھی آگے پیچھے تو دیکھا نہیں اور نہ ہی سوچا کہ اس کا اصلی مطلب کیا ہے۔ یونہی لکھ دیا کہ نموچی کو مار دیا۔ سو کیا یہ کوئی عقلمندی ہے؟

کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ ان کی دہرم کی کتابیں کہاں تک مذمت سے
بھری ہوئی ہیں۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ایسا
ارتھ نہیں ہو سکتا۔ جیساکہ سوامی جی نے لکھا ہے۔ (پاٹھک جنو)
اس گاتھا کا مطلب صرف اتنا ہی ہے۔ کہ راگ دویش سے رہت کا
بیان کیا ہوا دہرم بھو سمندر کے دکھوں کا ناش کرتا ہے۔ اس لئے راگ
دویش سہت کی سیوا میں کیوں غلطاں ہوتے ہو۔ کیونکہ جب وہ خود ہی
راگ دویش سے ملین ہیں۔ تو وہ تجھے اچھا کیسے بنا سکیں گے۔ اب
پاٹھک ورگ غور کریں کہ اس میں کس کی مذمت ہوئی۔ بعد ازاں سوامی
جی نے دوسری گاتھا کا بھی جھوٹا ارتھ کیا ہے۔ کیونکہ سوامی جی نے
لکھا ہے " جبکہ نوع انسان پر دیا نہیں۔ تو وہ نہ دیا ہے نہ کرما " وغیرہ
سوامی جی اس گاتھا کا مطلب بھی نہیں سمجھے اور من کلپت ارتھ
لکھا ہے۔ کیا دیانند جی کے لکھنے سے جینیوں کا دنیا بھر میں مشہور دیا
دہرم اڑ جائیگا؟ ہرگز نہیں۔

اس کے بعد سوامی جی صفحہ ۵۷۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ جینی لوگ دیگر
مت والوں کو نمسکار کرنی یا روٹی کپڑا وغیرہ دینا اچھا نہیں سمجھتے۔
دیکھو ان کی کتنی بے رحمی ہے۔" وغیرہ وغیرہ۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ جینی لوگ انوکمپا
دان دینا کبھی برا نہیں سمجھتے۔ جینیوں کا دان گن دنیا بھر میں مشہور ہے
جین شاستروں میں بہت جگہ پر دان دینا لکھا ہے۔ جینیوں کے
چوبیس ترتھنکروں نے جبکہ سنسار میں تھے۔ سب مت والوں کو
انوکمپا دان دیا۔ جب جینیوں کے ترتھنکر دان دیا کرتے تھے۔ تو
ان کے سیوک بے رحم کیسے ہو سکتے ہیں۔

جینی لوگ دہرم بھرشٹ اور جھوٹے شاستروں کے اپدیشکوں کو

آریہ :- وہاں پر سوامی جی نے کیا غلطی کھائی ہے۔

جینی :- جس مذہب والے کی طرف سے سوال پیدا کرنا ہووے۔ چاہیئے کہ وہ سوال اُس مذہب کے اصولوں کے برخلاف نہ ہو۔ مگر سوامی جی نے جو جو سوال اُٹھائے ہیں۔ وہ جین مذہب کے اصولوں کے بالکل برخلاف ہیں۔ مثلاً جینی لوگ سنجوگ (اتصال) کے بغیر سرب تھا۔ کرم پری نام کو پراپت نہیں ہوتا۔ ایسا نہیں مانتے ہیں۔ اور سوامی جی نے اس کے برخلاف لکھا ہے یعنے مانتے ہیں ایسا لکھا ہے۔

اس کے بعد سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ جینیوں میں جو اربہت لوگ جیو کا پیمانہ جسم کے پیمانہ کے مطابق مانتے ہیں۔ اُن سے دریافت کرنا چاہیئے کہ ہاتھی کا جیو چیونٹی میں اور چیونٹی کا جیو ہاتھی میں کس طرح سما سکیگا۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی اُن کی جہالت کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ جیو ایک اروپی پدارتھ ہے۔ اس لئے اُسکو جس قدر جگہ ملتی ہے۔ اُتنی میں ہی سما سکتا ہے۔ اروپی شے کا ایک چھوٹے جسم سے نکل کر بڑے جسم میں اور بڑے جسم سے چھوٹے جسم میں رہنا تو درکنار رہا۔ بلکہ روپی شے بھی بڑے جسم سے نکلکر چھوٹے میں اور چھوٹے سے نکلکر بڑے میں سما سکتی ہے۔ دیکھئے کہ اگر چراغ کو مٹی کے برتن کے نیچے رکھا جاوے۔ تو اُس کا روپی پرکاش اُتنی ہی جگہ میں سما سکتا ہے۔ اور اگر اُس چراغ کو بڑے کمرے میں رکھا جاوے۔ تو تمام کمرے میں اُس کی روشنی سما جاتی ہے۔ جبکہ روپی پرکاش کو کہ جس قدر جگہ ملے۔ اُتنی میں ہی سما سکتا ہے۔ تو پھر اروپی آتما کیوں نہ سما سکیگا۔

اس کے آگے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲۴ پر ششٹی شتک کی گاتھا لکھکر اور آپ محقق بن کر لکھتے ہیں۔ کہ اب عالموں

کا یہ لکھنا درست نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ جیو اچھے اچھے جنم دھارن کرے اور بُرے نہ دھارن کرے۔

آریہ:۔ کرم جڑھ ہیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے ایشور کو پھل داتا ماننا چاہیئے۔

جینی } شراب۔ افیون بھی تو جڑھ ہی ہیں۔ جیسے وہ بھی پھل اپنا دیتے ہیں۔ ایسے ہی اُنکے نشے کی طرح کرم خود بخود پھل دیتے ہیں۔ دوسرے کی ضرورت نہیں۔

آریہ } اگر ایسا ہو تو ہمیشہ شراب پینے والے کو نشہ کم چڑھتا ہے۔ اور جو شراب کا عادی نہ ہو۔ اُس کو زیادہ چڑھتا ہے۔ ایسے ہی ہمیشہ ہی پاپ کرنے والوں کو تھوڑا اور گاہ بگاہ کرنے والوں کو زیادہ پھل ہونا چاہیئے۔

جینی } واہ جی واہ آپ نے تو اپنے منہ سے خود ثابت کر دیا۔ کیونکہ آپ بھی تو کرم کا انادی سے ہونا مانتے ہو۔ جب انادی کال سے کرم کرنے کا جیو ابھیاسی ثابت ہوا۔ اور ابھیاسی کو کرم کا اثر نہیں مانتے ہو۔ تو پھر آپ کا ایشور پھل پرداتا کیسے سدھ ہوا۔ کیونکہ آپ کے کہنے کے بموجب ابھیاسی ہونے سے نشے کی طرح کرم بھی پھل نہیں دے سکتے۔ اگر کہو گے کہ کرم پھل نہیں دیتے۔ لیکن ایشور دیتا ہے۔ تو وہ ایشور کیا ہوا۔ وہ تو پرم شترو ہوا۔ کیونکہ ہمارے بُرے کرم تو ہمکو پھل دے ہی نہیں سکتے۔ اور ایشور دلوا کر ناحق دُکھی کرتا ہے۔ اگر کہوگے کہ ایشور انصاف والا ہے۔ تو آپ کا یہ کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا کھنڈن ہم پہلے کر چکے ہیں۔

اس کے آگے صفحہ ۵۲۴ پر جینیوں کی طرف سے سوال کرتے وقت بھی سوامی جی نے غلطی کھائی ہے۔

کو لکھنا عقل مندی میں داخل نہیں ہے۔ سوامی جی نے بالکل خیال نہیں کیا کہ میں ایک بات کو کتنی دفعہ لکھ چکا ہوں۔

بعد ازاں سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جو کبھی نرمل نہیں تھا تو وہ نرمل بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔ جیسے سفید کپڑے میں پیچھے سے لگی ہوئی میَل کو دھونے سے دور ہو جانے پر پھر بھی میل کپڑے کو لگ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح مکتی میں بھی لگے گی۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ اگر دھوئے ہوئے کپڑے کو ایسی جگہ پر رکھا جاوے جہاں دھول کے ذرّوں۔ کسی قسم کی مَیل وغیرہ اور انسان کے جسم کا تعلق نہ ہو۔ تو وہ کپڑا ہرگز مَیلا نہ ہوگا۔ اسی طرح پرم پوتر سدھ شِلا پر رہنے والے مکتی کے جیو ستھیا[1] وغیرہ کے سمبندھ سے رہت مکتی میں رہتے ہوئے ملین نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور نیز کپڑا پیچھے سے میلا ہوتا ہے۔ اور جیو انادی ملین ہیں[2]۔ اور جیو چیتن ہے۔ اور کپڑا جڑھ ہے۔ اس لئے درشٹانت اور دارشٹانتک کا وِشم[3] بھی ہے۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ اگر صرف کرم ہی جسم کے دھارن کرنے کا نمت ہو۔ اور ایشور کارن نہ ہو۔ تو وہ جیو بُرا جنم کہ جس میں بہت دُکھ ہو۔ اُسکو دھارن کبھی نہ کرے۔ بلکہ اچھے اچھے جنم دھارن کیا کرے۔ یہاں پر بھی سوامی جی نے غلطی کھائی ہے۔

آریہ۔ بتلایئے۔ سوامی جی نے کیا غلطی کھائی ہے۔

جینی } ہم کرموں سے ہی اچھی بُری گتیوں میں جیو کا جانا مانتے ہیں۔ جیو کرموں کے آدھین ہے۔ خود مختار نہیں۔ اس لئے سوامی جی

---

[1] مثال [2] جس کی بابت مثال دی جاوے۔ [3] یعنی یکساں نہیں ہے۔

پھر بھی راجہ اپنے انصاف کے لئے چور کو سزا دیتا ہے۔
یہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ جب کسی آدمی نے دوسرے کا مال لوٹ لیا۔ اور اُس کو مار دیا۔ اگر راجہ اُسکو سزا نہ دیوے۔ تو اُسکو دیکھکر دوسروں کو بھی ایسے کام کرنے کی جرأت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اگر راجہ کا خوف کسی آدمی کو نہ رہے۔ پھر تو لوگ آئیندہ کو بہت خرابیاں کریں گے۔ بہت لوگ لڑلڑکر مرجائیں گے۔ کئی لوگ دُکھی ہو کر اُس راجہ کو کمزور دل جان کر اُس کے راج کو چھوڑ کر دوسرے راج میں چلے جائیں گے۔ تب اُس راجہ کا راج برباد ہو جاویگا۔ اور راج کے برباد ہونے پر راجہ کے سُکھ بھی برباد ہو جائینگے۔ اس لئے راجہ تو اپنے راج کے دور ہونے کے خوف سے اور نیز اس خیال سے کہ اگر راج دور ہو گیا۔ تو سُکھ بھی دور ہو جاویگا۔ انصاف کرتا ہے۔ اور جیوں کو سزا دیتا ہے۔ اب بتلایئے کہ کیا ایشور بھی جیووں کو سزا نہ دیوے تو اُس کے کون سے سُکھ ہیں۔ جو دور ہو جاتے ہیں۔ اگر ایشور کو بھی ابھی سُکھوں کے دور ہو جانے کا خوف باقی ہے۔ تو وہ ایشور ہی کس بات کا ہے۔ وہ تو سنساری جیو ہے۔ کہ جس کے پیچھے ابھی خوف لگ رہا ہے۔ اور نیز راجہ کی رعیت تو ایک دوسرے کو دیکھکر خرابیاں کر سکتی ہے۔ مگر وہ جیو سوشپتی کی طرح پرلے میں پڑے تھے۔ وہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور آئیندہ بھی کرنے کو سمرتھ نہیں تھے۔ اگر ایشور سزا نہ دیتا۔ تو اُسکا کون سا راج نشٹ ہو جاتا۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایشور جگت کا کرتا نہیں ہے۔
اس کے بعد ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۴ پر مُکتی کو انت ثابت کرنے کے لئے جو پرمان دیئے ہیں۔ اُنکی تردید پہلے کی گئی ہے۔ اس لئے یہاں پر لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بار بار ایک ہی بات

کرنے سے اننت جیووں کو تکلیف ہووے۔ ایسے کاموں کے کرنے والے
کو پرمیشور رکھتی اور نہ کرنے والے کو دار دری کون عقل مند کہہ سکتا ہے۔؟
کوئی بھی نہیں۔ اور سوامی جی نے جو سکھ کی بابت لکھا ہے۔ کہ دکھ سے
کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اور کئی پوتر آتما مکتی کو پراپت ہوتے ہیں۔
وغیرہ۔ فرض کیا کہ جن لوگوں نے مکتی وغیرہ سکھ پائے بھلا وہ انکو
تو سکھ ہونا مانا گیا ہے۔ لیکن جن جیووں کو دکھ پیدا ہوا۔ اور نرک میں
بے شمار تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔ ان جیووں کو پرلے سے نکالکر کیا سکھ دیا
انکے لئے ایسا پرمیشور رکھتی ایشور اگر نہ ہوتا۔ تو بھی اچھا تھا واہ جی واہ کیا
خوب ایشور کا پرمیشور رکھ ہے۔ جو بغیر مطلب کے جیووں کو دکھ دیتا ہے۔
نیز جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ پرلے میں نکمے جیسے سوشپتی (گہری
نیند) میں پڑے رہتے ہیں۔ اور پرلے کے پورب (پیشتر) سرشٹی
میں جیووں کے کئے ہوئے پن پاپ کرموں کا پھل ایشور کیسے دے
سکتا۔ اور جیو کیسے بھوگ سکتا۔ اس پر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا انکو
نکمے دیکھکر ایشور کو گدگدی اٹھتی ہے۔ اگر وہ کام نہیں کرتے۔ تو
ایشور کا کونسا گڑا اٹک رہا تھا۔ جو کہ انکو پرلے سے نکالنے سے چل پڑا
ہاں البتہ انکو نرک۔ سرگ۔ سکھ۔ دکھ۔ پشو۔ پنکھی وغیرہ کئی قسم کے
پھل دینے کا ٹنٹا تو ایشور کے گلے میں پڑ گیا۔ اور دوسرا سوال یہ
پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر ایشور سرشٹی نہ بناتا۔ اور اگر ایشور انکو پھل نہ دیتا
تو کیا انکے پاپوں کا پھل ایشور کو بھوگنا پڑتا تھا۔ اگر کہوگے نہیں۔ تو
پھر کس لئے تو ناحق دکھ میں ڈالا۔ اگر کہوگے ایشور منصف ہے۔ اس
لئے اگر ان کے کئے ہوئے کرموں کا پھل نہ دیوے۔ تو اس کے انصاف
میں فرق رہتا ہے۔ جیسے اب بھی کوئی چوری یا خون وغیرہ کرتا ہے
ایسے کاموں کے کرنے سے راجہ کو تو کوئی دکھ نہیں ہوتا ہے۔ لیکن

تو پھر وہ بغیر مطلب دوسرے جیووں کو دُکھ دینے کے سبھاؤ
والا ہُوا۔ وہ ہرگز ایشور نہیں ہو سکتا ہے۔ جب جگت بنانے کا
پریوجن (مطلب) ہی نہیں تو کس طرح ثابت ہُوا۔ کہ جگت ایشور
نے رچا۔ جب کوئی بھی پریوجن ایشور کے سرشٹی بنانے میں نہ ملا۔
تب دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۴ پر لکھدیا۔ کہ نہیں
بنانے میں کیا پریوجن ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ ایسا
سوال جو کہ بیوقوف آدمی بھی نہیں کرتا۔ وہ سوامی جی نے کیا ہے
جس کا جواب چھوٹا سا لڑکا بھی دے سکتا ہے۔ پریوجن کا ابھاؤ ہی
نہ بنانے کا پریوجن ہے۔ اس بات کو عام لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ
جس کام کے کرنے سے کوئی مطلب نہیں۔ اُس کام کو کوئی احمق
بھی نہیں کرتا۔

پھر اُسی صفحہ پر سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ "جگت کو نہ بنانا آلسی اور
داردی لوگوں کی باتیں ہیں۔ پُرشارتھی کی نہیں۔ اور جیووں کو پرلے
میں کیا سُکھ اور دُکھ ہے۔ جو سرشٹی کے سُکھ دُکھ کی برابری کیجاوے
تو سُکھ کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اور بہت سے پوتر جیو آتما (نرمل
جیو) مُکتی کے سادھن کر موکش کے آنند کو پراپت ہوتے ہیں
اور پہلے کے پورب (پیشتر) سرشٹی میں جو جیووں کے کرے ہوئے
پاپ پُن کرموں کے پھل ایشور کیسے دے سکتا۔ اور جیو کیوں کر
بھوگ سکتے" وغیرہ وغیرہ

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ جو کام نکما ہووے
اور اُس سے کچھ مطلب حاصل نہ ہوتا ہووے۔ اور نیز اُس کام کے

سے سرشٹی رچتا ہے ۔ اگر کہوگے ۔ ایشور کو جیووں کے کرموں نے
کیا دکھ دینا تھا ۔ وہ تو سرب شکتی مان ہے ۔ صرف کریڑا واسطے
ہی سرشٹی رچتا ہے ۔ واہ جی واہ ۔ اچھا ایشور آپ نے مانا ۔ جو
اپنی کھیل واسطے جیووں کو انیک دکھوں میں ڈالتا ہے ۔ انامقہ جیووں
کو نرک میں ڈالنا ۔ داردری اور روگی کرنا یہ دیاوان کا کام ہرگز
نہیں ہے ۔ سچ ہے ۔ کہ چڑیوں کی موت اور گنواروں کی ہانسی ۔
اگر کہوگے کہ ایشور منصف ہے ۔ جیووں کے فعلوں کے مطابق انکو
سزا دیتا ہے ۔ اس میں ایشور کا کیا دوش ہے تو آپکا یہ کہنا بھی
درست نہیں ہے ۔ کیونکہ آپکا ایشور گیتی پرمان سے انیائے ۔ اور
شترو ۔ اور اگیانی ثابت ہوتا ہے ۔ کیونکہ جس وقت جیو بُرا کام کرتا ہے
اس وقت اور اُس سے پہلے ایشور جانتا ہے یا نہیں ۔ اگر کہوگے
کہ نہیں ۔ تو آپکا ایشور اگیانی ثابت ہوا ۔ اگر کہوگے کہ دیکھتا اور
جانتا ہے ۔ تو انیائی اور بڑا سخت دشمن ثابت ہوا ۔ کیونکہ وہ جو
جاننے کے روکتا نہیں ۔ اور سزا دینے کو جھٹ تیار ہوتا ہے ۔
(دیا ٹھگ گن) آپ غور کریں کہ دنیاوی راجہ کو بھی اگر معلوم ہوجاوے
کہ فلاں مقام پر چوری ہوگی ۔ یا ڈاکہ پڑیگا ۔ یا فلاں مقام پر فلاں آدمی
کسی آدمی کو قتل کریگا ۔ تو وہ فوراً اُس کام کے روکنے کے لئے
پہلے ہی تیار ہو جاتا ہے ۔ اور مناسب انتظام کرتا ہے ۔ وہ
پرماتما جسکو سرب شکتیمان اور سروگ ۔ مانتے ہو ۔ وہ ہمکو باوجود
دیکھنے کے بُرے کام سے نہ ہٹا دے ۔ تو اُس جیسا انیائی ۔ اور
شترو اور کون دیکھنے میں آویگا ۔ اگر کہوگے کہ ایشور کا سبھاؤ ہی
انادی کال سے جگت بنانے کا ہے ۔

تھے۔ اس لئے اُن کو بڑی گہری نیند سے نکالنا کیا تھوڑا اُشکھ ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بھلا جن جیووں کو سُکھی رچا اُنکو سُکھ دیا۔ لیکن جن جیووں کو دُکھی رچا۔ اُن کو کیا سُکھ دیا۔ جو کہ کشٹ۔ بھگندر۔ جلودھر۔ فاقہ کشی وغیرہ وغیرہ سخت تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں۔ اُن پر ایشور نے کیا دیا کی۔ اس دیا سے تو نہ ہی کرنی بہتر تھی۔ بچارے غریب جیو سُکھ سے سوتے ہوئے تھے۔ اُنکو ایشور کی دیا نے مشکلات میں ڈال دیا۔ اگر کوئی آدمی کسی سوتے ہوئے کو جگا دیوے۔ تو وہ دل میں دُکھ مانتا ہے۔ اُن بچارے جیووں کا کیا حال۔ کہ جنکو نیند سے اُٹھا کر نرک میں ڈال دیا۔ وہ جیو تو ایشور کی بہت ہی حمد و ثنا کرتے ہونگے۔ کہ جن پر ایشور نے ایسا پراُپکار کیا۔ (پاٹھک ورگ) اب ذرا غور کریں کہ یہ دیا ہے۔ یا ظلم۔ اگر کہوگے ایشور کیا کرے۔ وہ جیو آپ ہی ایشو کے آگے عرض کرتے ہیں۔ اس لئے ایشور نِردوش ہے۔ یہ کہنا بھی نادانی میں داخل ہے۔ کیونکہ اول تو اُن جیونکا جسم ہی نہیں ہے۔ وہ زبان اور حلق بغیر کچھ کہہ نہیں سکتے۔ تو عرض کس طرح گذاری۔ بھلا فرض کیا۔ کہ جن جیونکو ایشور نے سُکھی رچا۔ اُن کا عرض کرنا تو بھلا مان لیا۔ مگر جن کو دُکھی رچا۔ وہ جیو اپنے آپکو مصیبت میں ڈالنے کے لئے کیسے عرض کر سکتے ہیں۔ اگر کہوگے وہ جیو عرض نہیں کرتے۔ لیکن اُن جیووں کے ساتھ جو کرم لگے ہوئے ہیں۔ اُن کا پھل بھگتانے واسطے ایشور جگت کو رچتا ہے۔ تو پھر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اگر ایشور اُنکو کرموں کا پھل نہ بھگتادے۔ تو کیا وہ کرم ایشور کو دُکھ دیتے ہیں۔ کہ جن کے خوف

اور چھلکے کا تعلق انادی نہیں ملتے ۔ تو بتلائیے کہ کونسے دن جان
کے ساتھ چھلکا لگا۔ اگر کہوگے کہ جس دن ایشور نے دنیا پیدا
کی ۔ تو آپ کا یہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ دیانند جی
ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔ کہ سرشٹی کا وقت آتا ہے۔ تب
پرماتما اُن پرم سوکھشم (بہت باریک) پدارتھوں کو اکٹھا کرتا ہے۔
(پاٹھک جنو) غور تو کرو۔ کہ پرماتما باوجود سرب شکتی مان ہونے
کے کنگالوں کی مانند پدارتھ اکٹھے کیا کرتا ہے۔ اور پھر اُن میں سے
مہاں تتو بناتا ہے۔ اُس سے اہنکار۔ اور پھر اُن سے پانچ تن
ماترا وغیرہ وغیرہ اُنوکرم سے سرشٹی بناتا ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں
کہ جو اتنی محنت کرکے سرشٹی بناتا ہے۔ اُس سے ایشور کو کوئی خاص
ضرورت ہے۔ یا وہ پدارتھ خود ایشور کے آگے عرض کرتے ہیں۔
کہ ہم کو بناؤ۔

اگر پہلا پکش مانوگے۔ تو ایشور کرت کاریہ (کرلئے ہیں کرنے
لایق کام جس نے) نہ رہیگا۔ کیونکہ ایشور کا تو بڑا بھاری کام رہا ہُوا
معلوم ہوتا ہے۔ جو اتنی محنت سے جگت کو بنانا چاہتا ہے۔
اگر کہوگے کہ ایشور کو کوئی ضرورت نہیں۔ تو پھر کیوں ناحق اتنی
محنت اُٹھاتا ہے۔ کیونکہ بغیر مطلب کے کوئی بے وقوف بھی کام
نہیں کرتا ہے۔ اگر کہوگے کہ ایشور دیالو ہے۔ اور دیا کرکے
پرلے میں رہتے ہوئے جیووں کو پرلے سے نکالکر اُنہوں کو سُکھ
دینے کے لئے جسم بناکر اُن کے ساتھ جیووں کا تعلق کرتا ہے۔ تو
تب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پرلے میں اُن کو کیا دُکھ تھا۔ اگر کہوگے
وہاں سُکھ بھی کیا تھا۔ وہ تو (सुषुप्ति) بڑی گہری نیند میں پڑے

سوامی جی کا ایسا لکھنا تب درست ہو سکتا ہے۔ کہ جب جینی ایک ہی بھنگ کو مانتے ہوں۔ مگر جینی لوگ گیتی پہان سے کرم اور جیو کے سمبندھ (تعلق) میں تین بھنگ مانتے ہیں۔ سادی سانت سمبندھ۔ انادی سانت سمبندھ۔ انادی اننت سمبندھ۔ سادی سانت سمبندھ تیرھویں گن استھان میں ساتا بیدنی کرم کا ہوتا ہے۔۔ کیونکہ اس کرم کی اس جگہ پر صرف انترمہورت[1] میعاد ہوتی ہے۔ اور انادی اننت سمبندھ ابھبوں کو اور انادی سانت سمبندھ مکتی گامی بھبوں کو۔ بتلایئے۔ اب آپ کی ترک فضول ہے۔ یا نہیں۔ کہنا ہی پڑیگا۔ کہ فضول ہے۔ اس کے بعد سوامی جی کرموں کے ابھاو کو نمت مان کر مکتی کو اننت ثابت کرنی چاہتے تھے۔ مگر اس طرح اننت ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ابھاو کوئی پدارتھ نہیں جیسے بھینس کے سینگ کے ابھاؤ کی طرح گدھے کے سینگ کا ابھاؤ بھی معلوم ہوتا ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ سَد۔ اسَدروپ[2] دونوں چیزوں کے ابھاؤ کی پرتیتی ہونے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھاؤ کوئی پدارتھ نہیں۔

بعد ازاں دیانند جی لکھتے ہیں "کہ جیو اور کرموں کا سمبندھ (تعلق) چھلکے اور بیج کی مانند نہیں ہے"۔ وغیرہ

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی بے بنیاد ہے۔ کیونکہ جیو اور کرموں کا تعلق بیج اور چھلکے کی مانند ہی ہے۔ جیسے جیو کے ساتھ کرم انادی ہیں۔ ایسے ہی دھان کے ساتھ چھلکا انادی ہے۔ اگر آپ دھان

---

[1] دو گھڑی۔ [2] جس کی ہستی ہمیشہ کی ہستی نہ ہو۔

بعد ازاں لکھا ہے۔ کہ جینی لوگ درب پریاؤں (جوہروں کی تغیرات) کو اَنادی اننت مانتے ہیں۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی باطل ہے۔ کیونکہ جینی لوگ پریاؤں (حالتوں) کو اننت ہی مانتے ہیں۔ ہاں درب یعنی جوہر کو نت مانتے ہیں۔ کیونکہ دربیارتھک نے نیت پنے کو ثابت کرتا ہے۔ اور پریائے آرتھک ※ مانتے ہیں۔ انکو نت لکھنا کیسی بے سمجھی کی بات ہے۔ جو پبلک پر خود بخود ہی روشن ہے۔

اس کے بعد صفحہ ۵۰۴ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جو جڑھ ہیں۔ اُن میں پُن پاپ کبھی نہیں ہوسکتا۔

یہ لکھنا بھی بعید از قیاس ہے۔ بھلا جینی کب جڑھ میں پُن پاپ مانتے ہیں۔ سوامی جی کی یہی عادت تو ٹھیک نہیں تھی۔ کہ مطلب کو تو سمجھنا نہیں۔ اور کھنڈن کے لئے جھٹ تیار ہو جانا۔ اسی صفحہ پر جو شلوک ہے۔ اُس کا مطلب سوامی جی نے بالکل نہیں سمجھا ہے۔ اگر سمجھتے تو ایسا ہرگز نہ لکھتے۔ کہ پُدگل جو جڑھ ہیں۔ ان میں پُن پاپ نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اس شلوک سے ایسا مطلب نہیں نکلتا ہے کہ جینی لوگ جڑھ میں پُن اور پاپ سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد سوامی جی نے الپ اور الپگتا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے۔ اُس کا کھنڈن پیشتر تحریر ہو چکا ہے۔

اس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ اَنادی کرم اور بندھ کا چھوٹنا نہیں ہوسکتا۔ اس کے کھنڈن کی بھی اب دوبارہ ضرورت نہیں۔ کیونکہ پیچھے ثابت کر آئے ہیں۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ اگر اَنادی کا بھی فنا ہونا مانوگے تو تمہاری تمام اَنادی اشیاء کا بھی فنا ہونا لازم آویگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہے۔ اور لون سمندر دو ارب کوس کے پرمان والا ہے۔ مگر سوامی جی نے پھر بھی دیگر لوگوں کے بہکانے کے لئے ایسی ایسی فضول باتیں لکھکر کتنے کاغذ ہی کالے کئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی نے جھوٹ بولنے کا ٹھیکہ ہی لے رکھا تھا۔ بعدازاں سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینی لوگ اپنی کتابیں غیر مذہب کے کسی عالم کو نہیں دیتے"۔ وغیرہ وغیرہ۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ اگر جینی لوگ کسی دیگر مذہب والے کو اپنی کتابیں نہیں دیتے تھے۔ تو جن گرنتھوں کا سوامی جی نے حوالہ دیا ہے۔ اُن گرنتھوں کو سوامی جی کہاں سے لے آئے نیز اگر جینی لوگ اپنی مذہبی کتابیں نہیں دیتے تھے۔

تو اُن کی مقدس کتابوں کا ترجمہ انگریز ودوانوں نے کس طرح کر لیا۔ اور جو امریکہ جرمن وغیرہ کی لائبریریوں میں جینیوں کے ہزاروں پُستک موجود ہیں۔ وہ کہاں سے آگئے۔ بلکہ ہر ایک آدمی بمبئی۔ بھاونگر۔ احمدآباد۔ لاہور وغیرہ شہروں سے قیمتاً جینیوں کی مقدس کتابیں منگا سکتا ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ سوامی جی کے دل میں جو آیا۔ سو لکھ مارا۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۴۴ پر جگت کرتا کے بارے میں لکھا ہے۔ جس کا کھنڈن کچھ پیچھے ہو چکا ہے۔ کتاب بڑھ جانے کے سبب سے یہاں پر درج نہیں کیا جاتا اور جس کو ایشور کرتا کے کھنڈن کی مفصل بحث دیکھنے کی ضرورت ہو۔ وہ سیادواد منجری۔ اور شری نندی سوتر اور سوتر کرتانگ وغیرہ میں دیکھ لیں۔

کہ ۔۔۔۔ ۱۳۴ برسوں کی چترنگی ۔ دو ہزار چترنگیوں کا ایک اہوا تر (دن
اور رات) اب خیال کرنا چاہیئے ۔ کہ ہر ایک آدمی جانتا ہے ۔ کہ دن رات
چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے ۔ اور سوامی جی لاکھوں بلکہ کروڑوں سوں
کا ایک دن رات لکھتے ہیں ۔ ایسی اتنی بیہودہ بات کو جس کو احمق سے احمق
بھی قبول نہیں کرتا ۔ درست جانتے ہیں ۔ اور جینیوں کے چار
اندری والے جیوں کی لمبائی جس کا پیمان اور اندازہ خود نہیں سمجھ
سکے ۔ غلط مانتے ہیں ۔ سچ ہے ۔ دوسرونکا تنکا نظر آتا ہے ۔ اور اپنی
سلنگھہ نظر نہیں آتی ۔ اور اسی طرح بڑے سمندروں میں پانی
میں چلنے والے مگرمچھ وغیرہ جیووں کو جینی لوگ ہزار یوجن کا لمبا مانتے
ہیں ۔ وہ بھی اُتسیدانگل کے حساب سے سمجھنا ۔ جبکہ لاکھوں کروڑوں
یوجن لمبے سمندر ہیں ۔ تو اُن میں اُتسیدانگل کے حساب سے ہزار
یوجن کے لمبے مگرمچھ کیوں نہ ہونگے ۔ جبکہ چھوٹے سمندروں میں
اتنے بڑے مچھ ہوتے ہیں ۔ کہ جو جہاز کو اُلٹ دیتے ہیں ۔ تو بڑے
سمندروں میں بڑے مچھ کیوں نہ ہونگے ۔ اس بات سے انکار کرنا
انصاف سے بعید ہے ۔ جینی لوگ بھارت ورش کے سمندر میں
اتنے بڑے مچھ کا ہونا کب مانتے ہیں ۔ جس کی بابت سوامی دیانند
جی کو سوچنا پڑا ۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۸۸ پر لکھا ہے ۔ " اب
اس زمین میں اول ایک جمبودیپ سب دیپوں کے درمیان ہے ۔
اس کا پیمان لاکھ یوجن یعنی ایک ارب کوس ہے وغیرہ "

یہ سب سوامی جی کی بناوٹی باتیں ہیں ۔ ہمارے کسی جینی شاستر
میں ایسا نہیں لکھا ہے ۔ کہ جمبودیپ ایک ارب کوس ہے ۔ اس ۔۔۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۷۴۴ پر سوامی جی نے لکھا ہے کہ جینی لوگ دس ہزار کوس کا ایک یوجن مانتے ہیں۔ سوامی جی کی یہ تحریر انکی دروغ گوئی کی عادت کو ظاہر کرتی ہے۔ کیونکہ یہ بات جین مت کے کسی شاستر میں بھی نہیں لکھی ہے۔ سوامی جی تو کال کر گئے۔ اب اگر آپ انکے مرید اپنے گرو کی سچائی کا گھمنڈ رکھتے ہو۔ تو جین شاستروں سے ثابت کرکے دکھلاؤ۔ گرو کی بات کو سانچ کرکے دکھلانا چیلوں کا فرض ہے۔ اس بات سے پاٹھک ورگ کو سوامی جی کی سچائی کا حال روشن ہو جائیگا۔

بعدازاں سوامی جی نے لکھا ہے "۴۸ کوس کی بڑی جوں جینیوں کے بدن میں پڑتی ہوگی۔ اور کس کا بھاگ جو اتنی بڑی جوں دیکھے۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کسی بھی جین شاستر میں ۴۸ کوس کی لمبی جوں نہیں لکھی ہے۔ بالفرض سوامی جی نے سچ لکھا ہے۔ تو کسی شاستر کا حوالا کیوں نہیں دیا۔ یونہی ایسی ایسی جھوٹی باتیں لکھکر جھوٹے الزام لگانے کیا سوامی جی نے ہری براجک پدوی سے یہ ہی نتیجہ حاصل کیا ہے۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینی لوگ ۴ کوس لمبے بچھو اور مکھی وغیرہ مانتے ہیں"۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ جینی لوگ تین طرح کی اونگل مانتے ہیں۔ سب سے چھوٹی اُتسید انگل ہوتی ہے۔ سوامی جی کو مناسب تھا کہ اُتسید اونگل کا اندازہ لیکر پھر بچھو وغیرہ کی لمبائی لکھتے مگر سوامی جی کو اتنی لیاقت کہاں (پاٹھک جنو) کسی دیپ اور کسی وقت کی بات اِس کال اور اِس بھارت ورش میں لگانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔ سوامی جی خود ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۵۳ پر لکھتے ہیں

بعد سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۸۵ و ۴۸۶ پر جو چوپائیں
لکھی ہیں۔ اُن کی تردید ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ جینی لوگ جو سمے۔ آولی
مہورت۔ دیوس۔ پکش۔ ماس۔ برس۔ پلیوپم۔ اور ساگروپم وغیرہ وغیرہ کال
کی سنکھیا مانتے ہیں۔ اس پر سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ "وہ جینیوں کے پلیوپم
اور ساگروپم کا ماپ درست نہیں۔ کیونکہ کوئیں کا بالوں کے باریک ٹکڑوں
سے بھرنا اور اُنوکرم سے ایک ایک بال نکالنا۔ یہ بات نہیں بن سکتی"۔ سوامی
جی کا یہ لکھنا درست نہیں۔ کیونکہ جینی کب کہتے ہیں۔ کہ بالوں کے ٹکڑوں
سے فلانے آدمی نے کبھی ایسا کنواں بھرا۔ اور ایک ایک ٹکڑا انوکرم سے
نکالا۔ جینیوں کا کہنا تو یہ ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا کرے اور اُس میں جتنی دیر لگے
اُتنے کال کا نام پلیوپم کہا جاتا ہے۔ یہ مثال کے طور پر سمجھانے کے لئے
ہے۔ نہ کہ کسی نے کبھی کیا ہے۔ نہ کوئی ایسا کرتا ہے۔ سوامی جی اس بات
پر کیوں ناراض ہوئے۔ کیا ناستکوں کی طرح اُنومان پرمان کو نہیں مانتے
تھے؟ سوامی جی کے نراکار ایشور نے جو اس سرشٹی سے پہلے سرشٹی رچی
تھی۔ اور اُس سے پہلے بھی اسی طرح اننت کال پہلے بھی رچی ہوگی۔
ایسا جو مانا جاتا ہے۔ اُس اننت کال کو کوئی آریہ سماجی گنتی کرکے بتلا سکتا ہے؟
اگر کہو گے کہ اُنومان پرمان سے بتلا سکتا ہے۔ تو پھر پلیوپم اور ساگروپم کے
پرمان کو جینی لوگ کیوں نہ بتلا سکیں گے۔ جبکہ سنسار کو ہی انادی سدھ
کرتے ہیں۔ تو اس پلیوپم اور ساگروپم کی تعداد کو ثابت کرنا کونسی مشکل بات
ہے۔ اگر کہو گے ہم نہیں بتلا سکتے ہیں۔ تو دھن باد دو پھر جینیوں کے
اوتاروں کو کہ جنہوں نے ہمارے سمجھانے کے لئے ایسی باریک گنتی اس
طرح بذریعہ مثال کے سمجھائی ہے۔ بتلائیے اب اگیانی آپ ثابت ہوئے
یا ہمارے تیرتھنکر کیا یہی عقل مندی ہے۔ کہ سمجھ اپنے میں نہیں۔ اور
مخول دوسروں کو کرنا۔

کی حرارت بغیر جان کے نہیں ہوتی۔ ایسے ہی آگ میں بھی گرمی جیووں کے بغیر نہیں ہے۔ کیونکہ مردے کے جسم میں بخار (حرارت) بالکل نہیں ہوتا ہے ایسے ہی ان وَے بے اتی رَیک

अन्वयव्यतिरेक

کرکے آگ کو جاندار سمجھنا۔ یہاں پریوگ یہ ہے۔ کہ چنگاڑی وغیرہ پرکاش پری نام परिणाम آتما کے سنجوگ سے پرگٹ ہُوا ہے۔ جیسے شریرستھ (शरीरस्थ होने से) ہونے سے جگنو کے شریر کا پری نام۔ اور آتما سنجوگ پوربک شریرستھ۔ (शरीरस्थ) ہونے سے بخار کی حرارت کی مانند آگ کے انگاروں میں گرمی ہے۔ بس ثابت ہُوا کہ آگ جاندار ہے اگر یہ کہو گے کہ سورج گرم ہے۔ اور جاندار نہیں۔ تو آپ کا کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ سورج وغیرہ بھی جاندار ہی ہیں۔ ایک اور پرمان بھی ہے۔ کہ اگنی سچیتن ہے۔ یتھا یوگ آہار کے کرنے سے بڑھتی اور گھٹتی معلوم ہونے سے آدمی کے جسم کی مانند اس لئے ثابت ہے۔ کہ آگ جاندار ہے۔ کیونکہ سوائے جاندار کے بڑھنا اور گھٹنا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہوا بھی جاندار ہے۔ پریوگ یہ ہے۔ ہوا جاندار ہے کیونکہ بغیر دوسرے کی پریرنا کے نیم کرکے ترَیگ گتی[1] ہونے سے گائے بھینس وغیرہ کی طرح ترَیگ گتی کے نیم کرنے سے پرمانو کے ساتھ بے ابھِچار نہیں۔ اس انومان سے ثابت ہے۔ کہ شستر پنکھا وغیرہ سے ناش رہت ہوا جاندار ہے۔ اور نباتات میں تو جیو پرتکش سے ہی سدھ ہیں۔ جس کو مورکھ بھی سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ بغیر جیو کے بڑھنا اور گھٹنا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس کے

---

[1] انومان۔ ترچھی گتی۔ یعنی ٹیڑھا چلنا۔

بھی جیونکا جسم ہے۔ اور جل وغیرہ کایۂ بھی جیووں کا جسم ہے۔ ایسے جینی لوگ مانتے ہیں۔ مگر اسکو کوئی بھی نہیں مان سکتا۔ سوامی جی کی اس تحریر سے پوری عقل مندی پائی جاتی ہے۔ چونکہ پرتھوی کایہ میں انومان پرمان سے جیووں کا ہونا ثابت ہے۔ اس لئے اِن میں جیووں کا نہ ماننا بیوقوفی کو جتلا رہا ہے۔

آریہ۔ ذرا مہربانی کرکے سُنا تو دیجئے کہ وہ پرمان کونسے ہیں۔

جینی:۔ سُن لو۔ جیسے پہاڑ وغیرہ میں اپنی اپنی جگہ پر پڑے ہوئے۔ پتھر چھوٹے سے بڑے ہوتے نظر آتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پرتھوی کایۂ میں جیو ضرور ہیں۔ کیونکہ بغیر چیتن کے بڑھنا نہیں ہو سکتا۔

آریہ:۔ پہاڑ پتھر سخت ہونے کے باعث وہ جاندار نہیں ہو سکتے

جینی:۔ جیسے جاندار جسم کے اندر ہڈیاں سخت ہیں۔ پھر بھی وہ جاندار ہیں۔ ایسے ہی جیوانوگت۔

پرتھوی کا جسم بھی جاندار ہے۔

اسی طرح جل کایۂ بھی جاندار ہے۔ کیونکہ اوزار وغیرہ سے ناش رہت درو (رائیت) رُوپ ہونے سے جاندار ہے۔ جیسے انڈے کا پانی۔ اس ہنیو میں وشیشن کے گرہن کرنے سے موتر اور دودھ وغیرہ چیزوں میں بے ابھ چار نہیں آسکتا۔ اسی طرح آگ بھی جیووں کا جسم یعنی سچیتن ہے۔ وہو ہذا۔

جیسے رات کو جگنو کا جسم جیو شکتی سے بنا ہُوا پرکاش والا ہے۔ ایسے ہی آگ بھی پرکاش والی ہونے سے جاندار ہے۔ اور جیسے بخار

عـلـہ ہنیو ہے جس میں۔

حالت والا ضرور ہونا چاہیئے۔ اب آپکو مناسب ہے کہ جھوٹے اعتقاد کو چھوڑ کر جہالت کا ناش کرو۔ اور تر تھنکروں کے فرمائے ہوئے سچے شاستروں کا آسرا لو۔ کیوں جہالت کے سمندر میں پڑے غوطے کہا رہے ہو۔ اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۴۴ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جو اتصال سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ ازلی و ابدی کبھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور فعل بھی پیدائش اور فنا سے آزاد نہیں۔ جہان میں جسقدر اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔ وہ پیدا اور فنا ہوتی دیکھی جاتی ہیں۔ پھر دنیا پیدایش اور فنا کی تابع کیوں نہیں وغیرہ۔

سوامی جی کا لکھنا جین مت سے اُن کی ناواقفیت کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ جینی لوگ دنیا کو پرواہ سے انادی مانتے ہیں۔ جیساکہ انسان کی پیدائش اتصال سے ہے اس لئے وہ فانی ہے۔ لیکن انسانیت فانی نہیں ہوسکتی ہے۔ یعنی منکش ذاتی کا ناش بالکل کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا کوئی دن نہ ہوگا۔ کہ آدمی دنیا سے بالکل ہی نیست و نابود ہو جاویں گے۔ اسی طرح تر تھنکر مہاراج کا فرمان ہے۔ کہ دنیا بالکل کبھی فنا نہیں ہوگی۔ ایک کا مرنا دوسرے کا پیدا ہونا اور نئی اشیاء کا پیدا ہونا۔ اور پرانی کا ناش ہونا یہی سلسلہ برابر ہمیشہ جاری رہے گا۔ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ جگت انادی اننت ہے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ تر تھنکر مہاراج کا فرمان تو درست ہے مگر یہ صرف سوامی جی کی بے سمجھی ہے۔ واقفیت تو آپکو نہیں۔ اور الزام دوسروں پر لگاتے ہیں اگر کہو گے کہ مہاں پرلے میں جگت کا ناش بالکل ہو جاتا ہے۔ تو آپ کی مہاں پرلے بھی دلیلوں سے ثابت نہیں ہو سکتی۔

اس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ پرتھوی کا یہ یعنی زمین

جیو خود بخود پھل بھوگتا ہے۔ ایسا ماننے والے جینیوں پر یہ مخول اڑانا درست نہیں۔ کیونکہ جینی لوگ ہر ایک چیز کی پیدائش کے پانچ کارن مانتے ہیں۔ جن میں اودم کو بھی مانا ہے۔ اس لئے جینیوں پر یہ سوال عائد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ الزام تو آپ پر ہی آویگا۔ کیونکہ ایشور کو پھل پر داتا مانتے ہیں۔ اس لئے آپکو مناسب ہے کہ ہمکو روٹی پکاتے ہوئے گندم پیستے ہوئے۔ فصل کو بوتے ہوئے ایشور کو دکھلا دیویں۔ پھر تو آپ کی بات مانی جا سکتی ہے۔ ورنہ آپکی اس برہان رہت بات کو کون مان سکتا ہے۔ روٹی تو جیو خود پکا کر کھاتا ہے۔ اور پھل پرداتا ایشور کو مانتے ہو۔

آریہ:- جن سے ایشور جگت کا کرتا ثابت نہ ہووے۔ ایسی اور دلیلیں بھی ہیں۔

جینی:- ایشور دونوں طرح کی حالتوں میں سے کسی حالت میں بھی جگت کو نہیں بنا سکتا۔

آریہ:- وہ حالتیں کون سی ہیں۔

جینی:- ایشور ورگت (تارک) یا موہت (پابند) ہے؟ اگر ورگت ہے تو دنیا کے بکھیڑے میں کیوں پڑا۔ اور اگر موہت ہے۔ تو پھر وہ جگت بنانے کے لائق نہ رہا۔

آریہ:- پرمیشر میں ویراگ اور موہ کبھی نہیں ہو سکتے۔

جینی:- یہ آپ کا کہنا آپ کے اعتقاد بموجب قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ کیونکہ جہاں اندھیرا نہیں۔ وہاں روشنی اور جہاں روشنی نہیں وہاں اندھیرا ضرور ہوتا ہے۔ اسی طرح جس میں موہ نہیں۔ اس میں ویراگ ہوگا۔ اور جس میں ویراگ نہیں اس میں موہ ضرور ہوگا۔ اس لئے آپکا ایشور یا تو موہت یا ورگت ان دونوں میں سے ایک

جینی :- یہ آپ کی بے سمجھی کی بات ہے ۔ کیونکہ جیو راگ اور دویش سہت ہے ۔ اور ایشور راگ اور دویش رہت ہے ۔ اور لڑنا بھڑنا راگ اور دویش سے ہوتا ہے ۔ وہ راگ دویش مکت آتما میں نہیں ہوتا ہے اس لئے وہ نہیں لڑتے ہیں ۔ کیونکہ کارن کے ابھاؤ میں کاریہ کا بھی ابھاؤ ہوتا ہے ۔ پس آپ کا یہ کہنا درست نہیں ۔

آریہ :- کیوں جی اس جگت کا کرتا ایشور ہے یا نہیں ۔

جینی :- آپ بڑے عقل مند ہیں ۔ جو کہ بار بار ایک ہی بات کو پوچھتے ہو ۔ حالانکہ ہم دلیلیں دیکر ایشور جگت کا کرتا نہیں ایسا کئی جگہ پر ثابت کر چکے ہیں ۔ لیکن آپ پھر بھی اُسی بات کو بغیر دلیل دیئے کہے جاتے ہیں ۔ خیر پھر بھی آپ کے سوال کا جواب دیا جاتا ہے ۔ لیکن اب آپکو چاہیئے کہ ذرا کان کھول کر غور سے سُنیں ۔ جگت کا کرتا ایشور نہیں ہے ۔ انادی کال سبھاؤ ۔ کرم ۔ نیتی ۔ اودم (پرپریک) وغیرہ پانچ کارنوں سے یہ سنسار انادی ہی درب ارتھ[1] نے کے مت سے نت اور پریائے آرتھک نے کے مت سے انِت چلا آتا ہے ۔ اور اسی طرح چلا جائے گا ۔

آریہ :- یہ جینیوں کی کتنی بھول ہے ۔ بھلا بغیر کرتا کے کوئی کرم اور کرم کے بغیر کوئی کاریہ جگت میں ہوتا نظر آتا ہے ۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کھیت میں گیہوں خود بخود پیدا ہو کر اور پس کر روٹی بن جینیوں کے پیٹ میں چلی جاتی ہو ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

جینی ۔ پانچ کارنوں کے ذریعے جڑھ اور چیتن کے ملاپ سے سنسار کی رچنا انادی اننت چلی آتی ہے ۔ اور اپنے کئے اودم سے کرم کے مطابق

---

[1] درب (جوہر) کی رو سے [2] تغیر و تبدل ۔

آگے ناستک آستک واد کے بارے میں وہ تین پرشنوں کا جواب کہ ایشور نراکار سرب بیاپک ہونے سے جگت کا کرتا نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ مذکورہ بالا دلیلوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے دوبارہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

آریہ :۔ اگر ایشور جگت کا کرتا اور پھل پرداتا نہیں۔ تو جیووں کو کرموں کا پھل کون بھگاویگا۔

جینی :۔ جو کرموں کے پھل کو خود بخود ہی بھوگتا ہے۔ جیسے بھنگ پینے کے نشے کو اپنے آپ ہی بھوگتا ہے۔ اس میں ایشور کا کچھ کام نہیں ہے۔

آریہ۔ جس طرح راجہ کے بغیر ڈاکو شہوت پرست چور وغیرہ بدکردار آدمی خود بخود پھانسی یا قید میں نہیں جاتے۔ اور نہ ہی وہ جانا چاہتے ہیں۔ بلکہ شاہی ضابطہ کے بموجب سزا ملتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

جینی :۔ اس کا کھنڈن بھی پہلے اسی مباحثہ میں لکھ چکے ہیں۔ پھر دوبارہ دوہرانا لاحاصل ہے۔

آریہ :۔ آپ ایک ایشور مانتے ہیں یا انیک ؟

جینی :۔ انیک بھی اور ایک بھی۔

آریہ :۔ بھلا یہ کس طرح ؟

جینی :۔ بیکتی[۱] کی رو سے انیک اور ذاتی[۲] کی رو سے ایک

آریہ :۔ جیسے جیو انیک ہونے کے باعث لڑتے بھڑتے ہیں ایسی طرح ایشور بھی لڑا بھڑا کریں گے۔

---

[۱] بیگتی وہ جو ایک خاص چیز کو گرہن کرے مثلاً میلا گھوڑا کہنے سے میلا ہی جاویگا
[۲] ذاتی وہ جو تمام کو گرہن کرے مثلاً گھوڑا ذاتی کے کہنے پر تمام گھوڑے سمجھے جاویں گے۔ خواہ کسی رنگ کے ہووین۔

آریہ :- کیوں جی آپ ایشور کا سربیاپک ہونا مانتے ہو۔

جینی :- نہیں۔ کیونکہ اگر ایشور کو سرب بیاپک مانا جاوے تو گندگی میں بھی ایشور کا ہونا ماننا پڑیگا۔ اور جب گندگی جیسی بُری چیز میں گھس گیا تو پھر گندگی کے کیڑے سے بھی کم درجے کا ہُوا۔ کیونکہ کیڑا تو کرم کے سبب سے گندگی میں پڑا ہُوا ہے۔ ایشور خودمختار ہو کر بھی گندگی میں جا پڑا۔ اس لئے ایشور سربیاپک نہیں ہو سکتا۔

آریہ :- ہم جگت کا کرتا ایشور کو مانتے ہیں۔ آپ کیوں نہیں مانتے

جینی :- ایشور جگت کا کرتا کسی پرمان سے بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ایشور کی صنعت کاری سے خلقت کی پیدائش ہوتی تو ماں باپ وغیرہ کا کیا کام تھا۔

آریہ :- ایشوری سرشٹی کا پیدا کرنے والا ایشور ہے۔ مگر جیوی سرشٹی کا نہیں۔ جو کام جیووں کے کرنے لائق ہیں۔ اُن کو ایشور نہیں کرتا۔ بلکہ جیو ہی کرتا ہے۔ مثلاً درخت پھل۔ پودے۔ اناج وغیرہ ایشور نے پیدا کئے ہیں۔ اُس کو لیکر جیو پیس کوٹ کر روٹی وغیرہ اشیاء نہ بنا دیں تو اُن کے بدلے اُن کاموں کو کبھی ایشور کرنے لگا ہے۔ اگر اِن کاموں کو جیو خود نہ کرے۔ تو جیو کا زندہ رہنا بھی نہ ہو سکے۔ اس لئے ابتدائی پیدائش جیووں کے جسموں اور سانچوں کو بنانا ایشور کے تابع ہے۔ بعد میں اُن سے اولاد وغیرہ پیدا کرنا جیو کا کام ہے۔

جینی :- جس طرح ابتدائی پیدائش میں جیووں کے جسموں اور سانچوں کو ایشور نے بنایا۔ اُسی طرح ہر وقت کیوں نہیں بناتا ہے۔ اگر ہر وقت بناتا رہتا۔ تو بھوگ کرم کرنے سے جو جو پاپ پیدا کرتے ہیں۔ وہ پاپ نہ کرنے پڑتے۔ اگر ایشور ایسا کرتا تو کیا ... کیونکہ ... طاقت والے ایشور کو ایسا کرنے میں کیا تکلیف ... ہو سکے

بھی حرکت نہیں کرتے۔ تو وہ مکتی کیا ہوئی۔ بلکہ تاریکی اور قید میں پڑنا ہوُا۔ دیکھئے سوامی جی کی اس تحریر کے پڑھنے سے ہنسی آتی ہے۔ کیونکہ اگر حرکت کرنے میں مکتی مانی جاوے۔ پھر تو گدھا بھی مکت کہلائیگا۔ کیونکہ وہ بھی زمین پر گرد میں لوٹ کر خوش ہوتا ہے۔ دراصل سوامی جی مکتی کے سروپ اور مکتی کے سُکھوں کو ہی نہیں سمجھے ہیں۔ اس حرکت میں مکتی مان رہے ہیں

آریہ :۔ کرم کا آتما کے ساتھ کیا سمبندھ ہے۔ اور کہاں تک رہنا مانتے ہو۔

جینی :۔ جیو کے ساتھ کرم کا سنجوگ سمبندھ ہے۔ اور اُسکی میعاد بھگتی[1] والے بھوِوں کی اپکشیا کر کے اُنویان سے سادی سانت[2] ہے۔ اور انادی بھووں کی اپکشیا سے کرم سمدائے[3] کے پرش میں انادی انت[4] بھی ہے اور انادی سانت[5] بھی ہے۔ مکتی[6] گامی بھب جیوؤں کے ساتھ انادی سانت ہے۔ اور ابھب جیوؤں کے ساتھ انادی انت بھی ہے اگر کہوگے کہ انادی چیز انت والی نہیں ہوتی۔ تو آپ کا یہ کہنا بھی درست نہیں۔ میں آپکو ایک مثال سُناتا ہوں۔ ایک شخص نے کسی لڑکے سے پوچھا۔ کہ توُں کس کا لڑکا ہے۔ اُس نے کہا کہ اپنے باپ کا۔ پھر اُس نے کہا کہ تیرا باپ کس کا لڑکا تھا۔ اُس نے کہا وہ اپنے باپ کا۔ اس طرح ایسے سلسلے کا آغاز نہیں ملیگا۔ اب اگر وہ لڑکا لاولد فوت ہو جاوے۔ تو اُس سلسلے کا کہ جس کا آغاز نہیں ہے۔ انت ہو گیا۔ پس اس سے ثابت ہُوا کہ انادی سانت ہو سکتا ہے۔

---

[1] بھگتی ایک وشیش چیز کو کہتے ہیں [2] جسکا شروع اور انجام ہوئے وہ سادی سانت [3] اجتماع [4] جس کا شروع اور انجام دونوں نہ ہوں۔ [5] جس کا شروع نہ ہو اور انجام ہو۔ [6] مکتی میں جانے والے۔

بھاوارتھ

آپکا مانا ہُوا ایشور اکریہ (بے فعل) ہے۔ سربیاپک ہونے سے جو جو سربیاپک ہوتا ہے۔ سو اکریہ ہوتا ہے۔ جیسے آکاش ویسے ہی سربیاپک ایشور۔ بتلایئے اب ایشور جگت کا کرتا کیسے ثابت ہے؟

آریہ۔ جس طرح اپنے مصنوعی ترِتھنکر کو جیو سے بناوٹی ایشور بنا ہوا مانتے ہو۔ اس قسم کے ایشور کو کوئی بھی صاحب علم نہیں مان سکتا۔ کیونکہ اگر نمت سے ایشور بنے تو انت اور پرادھین ہو جاویگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

جینی۔ ہم نے نمت سے جیو کو ایشور (ترتھنکر) ہونا نہیں مانا ہے۔ بلکہ نمت کے ابھاو سے یعنی دور ہو جانے سے مانا ہے۔ اس کی بابت مکتی کے بیان میں اوپر لکھا جا چکا ہے۔ دوہرانے کی ضرورت نہیں وہاں دیکھ لیویں۔ (پاٹھک جنو) جیو اور ایشور میں اتنا فرق ہے۔ کہ جیو کرم سہت ہے۔ اور ایشور کرم رہت ہے۔ جیسے کان میں سونا مٹی سا معلوم ہوتا ہے۔ اور صاف کرنے سے خالص سونا بن جاتا ہے۔ اسیطرح جیو اور ایشور کے بارے میں جاننا۔ کرم مَل (میل) جب دور ہو گیا۔ تو جیو ہی ایشور ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ نیاریا سونے سے مٹی کو جُدا کرنے والا ہے۔ لیکن چونکہ سونے میں سونا پنا ہے۔ وہ پیشتر سے ہی یعنی اناد سے ہی ہے۔ نہ کہ نیاریا پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح جیو کے مَل (میل) دور کرنے میں تپسیا وغیرہ نمت ضرور ہیں۔ لیکن ایشور پنا تو جیو میں پیشتر سے ہی یعنی اناد سے ہی ہے۔ اس سے سوامی جی کا لکھنا کہ نمت سے ایشور ہوتا ہے۔ درست نہیں ہے۔ اور مکتی کو پراپت ہوئے جیو سُرت لوک الوک کے سرُوپ کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے وہ پتھر کی مانند جڑ نہیں ہو سکتے۔ نیز سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ مکتی میں رہتے ہوئے جیو کچھ

کہ جس وقت جیو بُرا کام کرنے لگتا ہے۔ اُسی وقت اُسکو کیوں نہیں روکتا
اگر کہوگے کہ ایشور نہیں جانتا تو اگیانی ثابت ہُوا۔ اگر کہوگے جانتا ہے۔
تو ایشور کیا ہُوا وہ تو پرم شترد ہُوا۔ جوکہ جیووں کو باوجود جاننے کے
بُرے فعلوں سے منع نہیں کرتا ہے۔ اور بعد میں سزا دینے کو تیار ہو
جاتا ہے۔ اگر کہوگے کہ منع کرنے میں سمرتھ نہیں۔ تو پھر ملبند آواز
سے ایسے بھی نہیں کہنا۔ کہ سب کچھ ایشور نے ہی کیا ہے۔ اور ایشور
سرب شکتی مان ہے۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر جیو پُن اور پاپ
آپ ہی کرتا ہے۔ تو پھل بھی آپ ہی بھوگ لے گا۔ پیارو۔ بیوقوف کے
علاوہ کون اس بات کو مانیگا۔ کہ آدمی روٹی پکا تو سکتا ہے۔ لیکن کھا
نہیں سکتا۔ جب جیو کرم خود ہی کرتا ہے۔ تو اُن کرموں کا پھل خود بخود
کیوں نہیں بھوگ سکتا۔ اگر کہوگے کہ کرم جڑھ ہیں۔ تو افیوں اور سنکھیا
وغیرہ بھی جڑھ ہی ہیں۔ جن کے کھانے سے پرانوں کا ناش ہوتا ہے۔
اور برہمی بوٹی وغیرہ کھانے سے عقل بڑھتی ہے۔ جیسے یہ جڑھ پدارتھ
خود بخود اپنا اچھا بُرا نتیجہ دیتے ہیں۔ اسی طرح جڑھ کرم بھی اپنے اچھے
بُرے نتیجے کو دیتے ہیں۔

آریہ۔ ہمارے شاستروں میں صاف لکھا ہے۔ کہ سربیاپک ایشور جگت
کا کرتا ہے۔

جینی :۔ آپ کا سربیاپک ایشور اکریہ (بے فعل) ہے۔ کیونکہ سربیاپک
ہونے سے ہل جُل نہیں سکتا جیساکہ

**भवदभिमतईश्वरोऽक्रियःसर्वव्याप-
कत्वात् । योयःसर्वव्यापकःससोक्रि
यः यथाकाशस्तथा चायं तस्मात-
त्थेति ॥**

सां० १। सू० ६७

بھاوارتھ

مول کا مول یعنی کارن کا کارن نہیں ہوتا۔ اس لئے اکارن سب کاریوں کا کارن ہوتا ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح آپ آدی کارن پرکرتی کی پیدائش کسی سے نہیں مانتے۔ اسی طرح اگر کرموں کو مان لیتے۔ تو اتنی مغزخوری کیوں کرنی پڑتی۔

آریہ :- اگر ایشور پھل پرداتا نہ ہو۔ تو پاپ کا پھل دکھ، جیو اپنی مرضی سے ہرگز نہ بھوگے گا۔ جیسے چور وغیرہ چوری کا پھل یعنی سزا وغیرہ اپنی خوشی سے نہیں بھوگتا۔ بلکہ شاہی قانون سے بھوگتا ہے۔ اسی طرح پرمیشر کے بھگانے سے جیو پاپ اور پن کے نتائج بھوگتا ہے۔

جینی :- واہ جی واہ خوب سنایا۔ اگر آپ پاپ کے پھل دکھوں کا خود بخود بھوگنے والا جیو کو نہیں مانتے۔ تو خیر نہ مانو۔ لیکن پن کے پھل سکھوں کا خود بخود بھوگنے والا کیوں نہیں مانتے۔ سکھ پانے کی کوشش تو سب آدمی خود بخود کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگر کہو گے۔ پن کا پھل سکھ جیو خود بخود ہی پاتا ہے۔ اور ایشور پھل پرداتا نہیں۔ تو جیو دو قسم کے ہو گئے کئی ایک خود بخود پھل بھوگنے والے اور کئی ایک کو ایشور پھل بھگانے والا ہوا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ ایشور کل جیوں کا پھل پرداتا نہ رہا۔ اور چور کی مثال بھی درست نہ رہی کیونکہ راجہ خود جا کر چوری نہیں کرواتا ہے۔ بلکہ پوری پوری حفاظت کرتا ہے۔ پھر بھی چور چوری کر ہی لیتے ہیں۔ تب سزا دیتا ہے۔ ایشور تو سروگ ہے۔ ہر وقت تین لوک کے سروپ کو جانتا ہے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۱۴ سے لیکر صفحہ ۴۴۴ تک آستک اور ناستک کا مباحثہ بنایا ہے۔ اور پرکرن رتناکر کو جھوٹا ٹھہرایا ہے۔ گو اس میں ناستک وغیرہ بڑے سخت لفظوں سے جینیوں پر کٹاکش کرتے وقت سوامی جی نے یہ نہیں سوچا کہ اگر ہمکو کوئی ناستک کہے تو کس قدر رنج ہوگا۔ اور ایسا ہی دوسروں کو بھی ہوتا ہے۔ مگر ہم پھر بھی سادھو برتی انوسار شانتی ہی رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا پرم دھرم کشما ہے۔ اس لئے ہم بُرے الفاظ کو استعمال کرنا نہیں چاہتے یہ کام تو برہما جی نے سوامی جی کو ہی ارپن کر رکھا تھا۔ جیسا کہ اُن کی تحریروں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اب مباحثہ مذکور کا کھنڈن ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ پاٹھک گن اگر تعصب کو چھوڑ کر پڑھیں گے تو سوامی جی کی عقل کا اندازہ معلوم ہو جاویگا۔

آریہ:- کیوں جی جینی لوگ ایسا مانتے ہیں کہ ایشور کی خواہش سے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ کرم سے ہوتا ہے۔

جینی:- ہاں بے شک۔

آریہ:- اگر سب کچھ کرم سے ہوتا ہے۔ تو کرم کس سے ہوتا ہے۔

جینی:- کارن کا کارن نہیں ہوتا۔ ایسا آپ کے سوامی جی نے لکھا ہے پھر کارن کا کارن پوچھتے کچھ تو شرم کرنی چاہیئے۔

آریہ:- بتلایئے ہمارے سوامی جی نے کہاں پر لکھا ہے۔

جینی:- ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۵ پر لکھا ہے۔ کہ جو صرف کارن روپ ہی ہے۔ وہ کسی کا کاریہ نہیں ہوتا۔ اس بات کو مضبوط کرنے لئے سانکھیہ مت کا سوتر لکھا ہے۔ سو لوگوں کے معلوم کرنے کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

मूले मूलाभावादमूलं मूलम् सांख्यद०

ہو سکتا ہے یہ لکھنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ برابر دیکھا جاتا ہے۔ کہ جیو کا علم بڑھتا اور گھٹتا ہے۔ بچپن کی حالت میں تھوڑا ہوتا ہے اور بڑے ہونے پر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ کئی ایک ایسے بیوقوف ہیں۔ کہ بڑے ہونے پر بھی انکو کچھ سمجھ نہیں ہوتی۔ کئی ایک لڑکپن میں بڑے سمجھدار ہوتے ہیں۔ اب بتلایئے کے اگر جیووں میں یکساں علم ہے۔ تو اتنا فرق کیوں پڑھ گیا اگر کہوگے کہ کرموں سے۔ تو پھر ایسا کس طرح کہہ سکتے ہو۔ کہ الپگ سروگ نہیں ہو سکتا۔ جس طرح لڑکپن کے علم سے بڑے ہونے پر علم کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بڑھتے بڑھتے سروگ بھی بن سکتا ہے۔ جیسے تھوڑے کرموں کے ناش ہونے پر کئی گنا علم بڑھتا ہے۔ ایسے ہی تمام کرموں کے ناش ہونے پر سروگ بھی ہو سکتا ہے۔ (پاٹھک جن) ہر ایک جیو آتما میں سروگ بننے کی طاقت ہے۔ مگر کرموں کے آورن (ڈھکنے) سے رکی ہوئی ہے۔ جس پر کرموں کا بہت آورن آ جاتا ہے۔ وہ مورکھ کہلاتا ہے۔ اور جس جیو پر سے جتنا جتنا آورن کم ہوتا جاتا ہے۔ اتنا اتنا ہی اس کا گیان بڑھتا جاتا ہے۔ حتےٰ کہ آورن کے بالکل دور ہو جانے سے سروگ کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔ جینی لوگ پرتکش اور پروکش دونوں پرمانوں کو مانتے ہیں۔ اس لئے سوامی جی کا یہ لکھنا کہ کیا تم اُنہی اشیاء کو مانتے ہو۔ جو پرتکش ہیں۔ غیر از پرتکش کو نہیں۔ غلط ہے۔

اس کے آگے صفحہ ۵۴۴ پر تین شلوک لکھکر بے فائدہ ہی کاغذ کالے کئے ہیں۔ مگر کسی گرنتھ کا حوالہ نہیں دیا۔ افسوس ہے کہ شلوک تو تیرتھنکروں کے لکھنے۔ اور نام جینیوں کا لکھنا۔ کیا اس کے عقل مندی پائی جاتی ہے۔ ۔ بہ

مکت ہوتا ہے۔ ایسا جینی مانتے ہیں۔ سوامی جی کا مُکت سے مُکتی ہوتی ہے۔ یہ لکھنا جین مذہب سے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے اگر مُکتی سے واپس آنا مانا جاوے۔ تو مُکتی کیا ہوئی یہ تو بہروپیوں کا کھیل ہوا۔

اس کے آگے سوامی جی نے لکھا ہے "جو الپ اور الپگ ہے۔ سو سربیاپک اور سروگ کبھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جیو کا سروپ ایک دیسی (محدود) ہے۔ اور پرمِت گُن کرم سبھاؤ (محدود الصفات) والا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ"

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ جینی جب جیو کو سربیاپک ہی نہیں مانتے۔ تو پھر یہ لکھنا کس طرح درست ہوسکتا ہے۔ اور اگر الپ سروگ نہیں ہو سکتا تو کیا سربیاپک سروگ ہو جائیگا ہرگز نہیں کیونکہ آپکے مانے ہوئے ایشور میں جڑھ پنا ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ

तथाचानुमानं
भवदभिमतइश्वरोजडः सर्वव्यापक-
त्वात् योयः सर्वव्यापकः सःसजडः-
यथाकाशस्तथा चायं तस्मात्तथेति।

بھاوارتھ:- آپ کا مانا ہوا ایشور جڑھ ہے۔ سربیاپک ہونے سے جو جو سربیاپک ہے۔ سو سو جڑھ ہے۔ جیسے آکاش ویسے ہی آپکا مانا ہوا ایشور۔ بتلایئے۔ اب الپ کا سروگ ہونا ثابت ہوا یا سربیاپک کا؟ نیز سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ الپگ سروگ نہیں

[illegible]

ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ کوئی پرمان نہیں ہے۔ البتہ ناستک وہ ہے۔ جو کہ پُن اور پاپ۔ نرک۔ سُرگ۔ اور پرلوک وغیرہ کو نہ ملنے بھلا برہم چرج وغیرہ نیک کاموں کے اُپدیشٹا ہمارے تِرتھنکر ناستک کیسے ہو سکتے ہیں۔

اس کے بعد سوامی جی صفحہ ۳۹۳ پہ لکھتے ہیں۔" اگر کوئی قدیمی ایشور نہ ہوتا۔ تو ارہن دیو کے ماں باپ کے جسم کا سانچہ کون بناتا۔ وغیرہ وغیرہ" یہ فکر جینیوں کو نہیں۔ کیونکہ انہوں نے جگت کو انادی ثابت کیا ہے یہ دُوشن تو آپ پر ہی عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ غیر مجسّم پرمیشر سے مجسّم جگت کا پیدا ہونا مانتے ہیں۔ مگر ما سوائے اعضاء کے مجسّم چیز ہرگز نہیں بن سکتی۔ تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ غیر مجسّم ایشور نے جگت کو بنایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جگت کا کرتا ایشور نہیں ہو سکتا۔ اگر اس بارے میں کسی کو شبہ ہو۔ تو شری شری شری شری شری ۱۰۰۸ شریمد بجیانند سوری پرسدھ نام شری آتمارام جی مہاراج کا بنایا ہوا چکاگو پرش اُتر جس کو اردو میں نتھورام ولد لالہ رادہامل جینی ساکن زیرہ ضلع فیروز پور نے چھپوا کر پرسدھ کیا ہے۔ پڑھکر دیکھ لیویں۔

اس کے بعد سوامی جی نے لکھا ہے۔" جو کوئی راگ وغیرہ دوشنوں سے سہت ہو کر پیچھے دوش رہت ہوتا ہے وہ ایشور ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس نمت سے وہ راگ وغیرہ سے مکت ہوتا ہے۔ وہ مکتی اُس نمت کے چھوٹنے سے اُس کا کاریہ مکتی بھی انت ہو گی"۔

سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ سوامی جی جین مکتی کا سروپ ہی نہیں سمجھے۔ اگر سمجھتے تو ایسا کیوں لکھتے۔ کیا نمت سے بھی کوئی مکت ہوتا ہے۔ مکت ہونا تو نمت کے ابھاؤ سے ہی ہے۔ یعنی جیو کرم روپ نمت کو پاکر سنسار میں رُلتا ہے۔ اُس نمت کے دور ہو جانے سے

اور جینیوں نے گندھر اور چنور۔ کیا یہ بات درست ہے۔

جینی :- نہیں! وہ ایک ہرگز نہیں ہو سکتے۔ دیکھو جدول مندرجہ ذیل جس سے اچھی طرح معلوم ہو جاویگا۔

جدول یہ ہے

اسماء	نام والد	نام والدہ	مقام پیدائش	بڑا چیلہ
شری مہابیر جی سوامی	راجہ سدارتھ	ترشلا دیوی	چھتری کنڈ	اندر بھوتی گوتم
شاکی منی گوتم	شدودھن	گوتمی	کپل وستو	آنند
اندر بھوتی گوتم جو شری مہابیر جی سوامی کا چیلہ تھا۔	وسو بھوتی	پرتھوی	گوبر گام	-

پاٹھک جن اب غور کریں کہ بودھ مت کے اپدیشک گوتم جی اور کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اور اگر ہمارے شری گوتم سوامی جی گندھر کو ہی شاکی منی سمجھا جاوے۔ تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ دیکھو جدول مذکورہ بالا۔ بعد ازاں سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۳۸ پر لکھا ہے۔ کہ سُرگ۔ بیتراگ۔ ارہن۔ کیولی۔ ترتھنکر۔ جن۔ یہ چھ نام ناستکوں کے دیوتاؤں کے ہیں۔ دیانند جی کا یہ لکھنا بعید از عقل اور سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ناستک لوگ سروگ وغیرہ کو نہیں مانتے ہیں۔ وہ تو صرف پرتکش پران کو ہی مانتے ہیں۔ تو پھر وہ پروکش بھوت سُرگ وغیرہ کس طرح مان سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کہیں گے۔ کہ جو وید کو نہ مانے وہ ناستک ہے۔ ہم کیا بلکہ اسی طرح ہر ایک مت والا کہہ دیگا۔ کہ جو ہمارے مذہب کو نہ مانے وہ ناستک ہے۔ ایسی تحریر سے کچھ بھی

کہ شری مہابیر جی سوامی اور شری شُودھرما سوامی بودھ مت کے بھاری دشمن تھے ۔ اس سے بھی جین اور بودھ مت کی علیحدگی پائی جاتی ہے۔ نیز خود سوامی جی کی تحریر سے بھی بودھ اور جین مت علیحدہ علیحدہ ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر جین اور بودھ مت ایک ہی ہوتے ۔ تو "جین مت" اور بودھ مت" ایسا نہ لکھتے ۔ جین مت اور بودھ مت کے مابین "و" اور" کا لفظ ہے ۔ یہ ہی جین مت کی علیحدگی پر دلالت کرتا ہے ۔

آریہ :- آپکا کہنا تو بے شک درست ہے ۔ مگر باوجود ایسی ایسی معتبر تحریروں کے سوامی جی نے کسطرح لکھ دیا ۔ کہ جین اور بودھ مت ایک ہی ہیں ۔

جینی :- اگیانتا سے کیا کیا نہیں لکھا جاتا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ سوامی جی جین اور بودھ مت کے حالات سے بالکل بے بہرہ تھے ۔ کیونکہ اگر اُنکو کچھ بھی واقفیت ہوتی ۔ تو ایسا کیوں لکھتے ۔

آریہ - کیونکہ جی کسی دیگر مت والوں نے بھی بودھ مت سے جین مت کو علیحدہ ثابت کیا ہے ؟

جینی :- ہمارے شری آچارنگ سوتر کا ترجمہ جرمن دیس نواسی ہرمن یاکوبی ودوان {Hermann Jacobi learned} نے انگریزی میں کیا ہے ۔ وہ پُستک پروفیسر میکس مولر بھٹ جی ۔ {Professor F. Max Muller} نے چھپوایا ہے ۔ اُس کے دیباچہ میں بہت دلیلوں سے جین مت کو بودھ مت سے پراچین اور جُدا ثابت کیا ہے ۔ جن صاحبوں کو دیکھنے کی آرزو ہووے ۔ دیکھ لیویں ۔

آریہ :- ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۳۷ پر لکھا ہے ۔ کہ مہابیر اور گوتم گندھر جو ہیں ۔ اُنکا نام بودھوں نے بدھ رکھا ہے ۔

جینی :- اچھا جی سن لیجئے۔ جین مت میں جو بیس ترتھنکر مانے ہیں۔ اور بودھوں نے سات مانے ہیں۔ جینی سپت بھنگی مانتے ہیں۔

۔ اور بودھ نہیں مانتے۔ جینی ہر ایک پدارتھ کو انیکانٹ مانتے ہیں

اور بودھ اکانت مانتے ہیں۔ جینی ہر ایک پدارتھ کو نت انت مانتے ہیں۔

श्रादिपमाव्योमसमस्वभावंस्याद्वाद-मुद्रानतिभेदिवस्तु इति वचनात्॥

اور بودھ لوگ ہر ایک پدارتھ کو انت مانتے ہیں۔ بودھ لوگ مکتی سے واپس آنا مانتے ہیں۔ اور جینی نہیں مانتے ہیں۔ اس بات میں تو سوامی جی ہی بودھوں سے ملتے ہیں۔ کیونکہ سوامی جی نے بھی مکتی سے واپس آنا مانا ہے۔

آریہ :- بتلایئے کس جگہ پر سوامی جی نے مکتی سے واپس آنا لکھا ہے

جینی :- دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۲۔

آریہ :- بودھ مت کے شاستروں میں کہیں ایسی بھی تحریر ہے۔ جس سے ثابت ہووے کہ جین مت اور بودھ مت جدا جدا ہیں۔

جینی :- ہاں بہت جگہ پر لکھا ہے۔ چنانچہ بودھ کے مہاوگھ سوتر میں لکھا ہے۔ کہ جب شاکی منی گوتم بشالہ نگری میں گئے۔ تو وہاں گیات پتر یعنی شری مہابیر جی سوامی کے ایک چیلے کو بودھ بنایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جین مت بودھ مت سے جدا ہے۔ ورنہ ایسے کیوں لکھتے کہ جینی سے بودھ بنایا۔ جیسے کسی آریہ نے کسی مسلمان کو آریہ بنالیا۔ یا کسی مسلمان نے کسی آریہ کو مسلمان بنایا۔ تو کیا اس سے آریہ اور مسلمانوں کا جدا جدا ہونا ثابت نہ ہوا؟ اور بودھ پیٹھکا میں بھی لکھا ہے۔

عـ۱ ایک ہی پکش کو نہ ماننا۔

کے تین شلوکوں کا پرمان دیکر جین اور بودھ مت کو ایک ثابت کیا ہے دیانند جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ دیانند جی راجہ شیو پرشاد جی کا منشاء ہی نہیں سمجھے۔ اس بات میں جس کو شبہ ہو۔ وہ اگیان تمر بھاسکر مولفہ شری شری شری شری ایک ہزار آٹھ شری مدجیانند سوری پرسدھ نام شری آتما رام جی مہاراج کا صفحہ ۲۰ دیکھ لیوے۔

آریہ: خیر اتیہاس تمر ناشک سے تو ایک ثابت نہیں ہوئے کیا امرکوش سے بھی ایک ثابت نہیں سکتے۔

جینی:۔ ہاں بالکل ایک ثابت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ سوامی جی نے امرکوش کے تین شلوک درج کرکے لکھا ہے۔ وتو بدا بدھ۔ جن۔ بودھ اور جین مترادف لفظ ہیں۔ یا نہیں۔ کیا امرسنگھ بھی بدھ۔ جن کے ایک لکھنے میں بھول گیا ہے۔ جو علم سے بے بہرہ جینی ہیں۔ وہ نہ تو اپنا جانتے ہیں۔ اور نہ دوسرے کا فقط ہٹ سے ہی بکواس کیا کرتے ہیں۔ لیکن جو جینیوں میں صاحب علم ہیں۔ وہ سب جانتے ہیں کہ بدھ اور جن نیز بودھ اور جین مترادف ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ مگر سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ بودھوں نے اگر جن لفظ کو اپنے اشٹ دیو کے ناموں میں بھی استعمال کر لیا۔ تو کیا اس سے بودھ اور جین ایک ہو گئے؟ ہرگز نہیں۔ اگر کسی آریہ کا نام مدن دت ہے۔ تو کیا وہ جنگلی اور آریہ ایک ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں؟

آریہ:۔ جین مت میں اور بودھ مت میں کیا فرق ہے۔ ذرا سنا تو دیجئے

جینی:۔ ہم تو ہر وقت سچے دھرم کا اُپدیش کرنے کو تیار ہیں۔ مگر کیا کریں اچھے برے کا خیال کرنا ہی پڑتا ہے۔ کیا آپ پکش پات تو نہیں کریں گے؟

آریہ:۔ نہ صاحب میں پکش پاتی نہیں ہوں۔ اگر آپ جین اور بودھ مت کو کسی طرح بھی جدا جدا ثابت کر دیں تو میں فوراً مان لونگا۔

کو نہ مانتے ہیں۔ تو ان شلوکوں میں کس کی تعریف کی ہے۔ اس لئے
سوامی جی کا یہ لکھنا کہ جینی ایشور کو نہیں مانتے۔ درست نہیں ہے۔
اس کے آگے دیانند جی نے لکھا ہے۔ کہ "بودھ اور جینی لوگ سپت
بھنگی اور سیادواد کو مانتے ہیں"۔ سوامی جی کا یہ لکھنا بھی غلط ہے
کیونکہ بودھ لوگ سپت بھنگی اور سیادواد کو نہیں مانتے ہیں۔ سو
سوامی جی کا یہ لکھنا اُن کی ناواقفیت کو صاف ظاہر کرتا ہے۔ سوامی
جی کی تحریر اُس حالت میں سچی ہو سکتی ہے۔ جب آریہ لوگ بودھوں
کے کسی مستند شاستر سے دکھلا دیویں کہ بودھ لوگ سپت بھنگی اور
سیادواد کو مانتے ہیں۔ بعدازاں سوامی جی نے سپت بھنگی کے سروپ
کو سمجھے کے بغیر کھنڈن کیا ہے۔ مگر کیا اس طرح کھنڈن ہو سکتا ہے
یہ تو ایک رانڈ رونا ہے۔ جب نہ شنکراچاریہ جیسے ودوان سپت
بھنگی کے سروپ کو نہ سمجھ سکے تو سوامی جی نے کیا خاک سمجھنا تھا
اگر یہ ہماری تحریر کسی متعصب کو سچی معلوم نہ ہووے تو ستیارتھ پرکاش
میں صفحہ ۴۳۵ و ۴۳۶ پر سوامی جی کا کیا ہوا سپت بھنگی کا کھنڈن
دیکھکر جینیوں کی سپت بھنگی ترنگنی مصنفہ شری بمل داس جی جو کہ نیائے
میں ہے۔ دیکھ لیوے۔ اگر دیکھنے والا سنسکرت نہ جانتا ہو
تو تتو نرنے پرساد مؤلفہ شری شری شری شری ایک ہزار آٹھ شری
بجیانند سوری پرسدھ نام شری آتمارام جی مہاراج کا چھتیسواں ستمبھ دیکھ
لیوے۔ جس میں مہاراج جی صاحب موصوف نے شنکر سوامی کرت
سپت بھنگی کے کھنڈن کا کھنڈن کیا ہے۔ اُس کے پڑھنے سے اچھی
طرح سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ سوامی جی سپت بھنگی کے سروپ کو سمجھ
ہی نہیں سکے۔ اس کے آگے دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ
۴۳۷ پر اتیہاس تمر ناشک مصنفہ راجہ شیو پرشاد جی کا حوالہ اور ارکوٹل

سمجھ لینا۔ اس لئے آکاش سے دشا علیحدہ ہو نہیں سکتی۔ اب آپ
ذرا غور تو کریں۔ کہ آپ کے نو درب کس طرح ٹھہر سکیں گے۔ پس مناسب
ہے۔ کہ آپ ہمارے چھ درب ہی قبول کریں۔ کیونکہ ویشیشک کے
نو درب ہمارے چھ دربوں میں ہی شامل ہیں۔ پس ثابت ہؤا کہ ویشیشک
کا نو درب ماننا ہی درست نہیں ہے۔ اس کے آگے دیانند جی نے لکھا
ہے "ایک جیو کو چیتن مان کر ایشور کو نہ ماننا یہ جین بودھیوں کی ہٹ
دھرمی ہے" واہ خوب! جبکہ جینی لوگ ایشور کو مانتے ہیں۔ تو پھر سوامی
جی کا یہ لکھنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ذیل کے شلوکوں سے
ثابت ہے۔

त्वामव्ययं विभुमचिंत्यमसंख्यमाद्यं
ब्रह्माणमीश्वरमनंतमनंगकेतुम्।
योगीश्वरं विदितयोगमनेकमेकं ज्ञान
स्वरूपममलं प्रवदंति सन्तः ॥१॥
बुद्धस्त्वमेव विबुधार्चित बुद्धिबोधात्
त्वं शंकरोसि भुवनत्रयशंकरत्वात्।
धातासि धीर शिवमार्गविधेर्विधाना-
त् व्यक्तं त्वमेव भगवन् पुरुषोत्तमोसि।२।
तुभ्यं नमस्त्रिभुवनार्तिहराय नाथ तु-
भ्यं नमः क्षितितलामलभूषणाय।
तुभ्यं नमस्त्रिजगतः परमेश्वराय तुभ्यं
नमो जिन भवोदधिशोषणाय ॥३॥

اور بھی لاکھوں شلوک ایشور کی تعریف کے ہیں۔ اگر جینی لوگ ایشور

॥मूलं॥ नभःप्रदेशश्रेणिष्वादित्योदय
वशाद्दिशां। पूर्वादिको व्यवहारोऽस्ति
व्योम्नोऽभिन्नाश्च ताः ॥२॥

॥टीका॥ हे वैशेषिक यायतः पूर्वादि
दशप्रत्यया ज्ञायते सा दिग्, गगनाद्भि-
न्नेति निगद्यते तन्नानुपपन्नं दशप्रत्य-
यानां गगनादेव जायमानत्वादिति दूष-
यति नभःप्रदेशश्रेणिषु आकाशप्रदेश
श्रेणिषु आदित्यस्य भानोरुदयवशात्
पूर्वादिको व्यवहारो व्यवहृतिर्जायते
अयमर्थः येषु नभःप्रदेशेषु सूर्य उदेति
तेन नभःप्रदेशाः पूर्वदिग्व्यवहारज-
नकास्त एव नभःप्रदेशाः पूर्वदिगित्यु
च्यते शेषासु नवस्वप्यनयैव रीत्या ज्ञेयं
तस्मात् कारणात् व्योम्नो दिगनभिन्ना व्यो-
मप्रदेशानामेव दिक्त्वात् इति वृत्तार्थः

بھاوارتھ۔ ہے ویشیشک پورب وغیرہ دس طرفوں سے پیدا ہوئی
سمت کو آکاش سے جدا کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ دس طرفیں آکاش
میں ہی شامل ہیں۔ سو دکھاتے ہیں۔ آکاش پردیس میں سورج نکلنے
کے سبب سے پورب وغیرہ طرفوں کا بیوہار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جن
آکاش پردیس پورب دشا کے [illegible] ار کو پیدا کرتے ہیں۔ وہ ہی آکاش
[illegible] پورب دشا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسیطرح اور طرفوں کا حال

ہے۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کو جین مت کی ذرا بھی واقفیت نہیں تھی اگر ہوتی تو دھرماستی اور ادھرماستی کایہ کو دہرم اور ادہرم کیوں لکھتے

آریہ:۔ اچھا جی یہ تو سُن لیا۔ اب اس کے آگے کیا لکھا ہے۔ سو برائے مہربانی سُنا دیجئے؟

جینی:۔ تو سُنیئے۔ اس کے آگے دیکھو صفحہ ۳۵۴ پر سوامی جی نے لکھا ہے۔ "کہ جینی آکاش۔ پرمانو۔ جیو اور کال مانتے تو ٹھیک تھا" سوامی جی کا یہ لکھنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ دہرماستی کایہ اور ادھرماستی کایہ علیحدہ علیحدہ درب اوپر ثابت کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے جینیوں کا چھ درب ہی ماننا درست ہے۔ اس کے بعد سوامی جی نے تحریر کیا ہے۔ کہ "جو نو درب ویشیشک نے مانے ہیں۔ وہ ہی ٹھیک اور درست ہیں"۔ کیوں نہ ٹھیک ہو۔ بھلا اپنی مانی ہوئی چیز میں بھی کبھی کسی کو شک ہوتا ہے؟۔ مگر ذرا تعصب کے پردے کو اُٹھا کر تو دیکھیں۔ کہ ویشیشک کے نو درب کس طرح ثابت ہو سکتے ہیں۔ پرتھوی پانی۔ تیج (اگنی) ہوا۔ اور من یہ پانچوں تو جیو اور پدگل میں داخل ہیں۔ کیونکہ ان پانچوں میں جیو اور پدگل کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور نیز من بھی پدگل ہی ہے۔ اور پرتھوی۔ پانی وغیرہ کو کون مادہ نہیں جانتا۔ باوجود اس کے انکو علیحدہ درب ماننا صرف بے سمجھی ہے۔ اور سمت (دشا) کو ایک جُدا درب ماننا یہ بھی حماقت میں داخل ہے۔ کیونکہ دشا آکاش سے علیحدہ نہیں بلکہ دشا آکاش میں ہی شامل ہے۔ جیسے گھٹ آکاش۔ مٹھ آکاش پٹ آکاش مجازاً جُدا جُدا کہے جاتے ہیں۔ حقیقت میں یہ سارے آکاش میں ہی داخل ہیں۔ اسی طرح دشا آکاش سے مجازاً علیحدہ ہے، حقیقت میں نہیں۔ ذرا دیکھئے۔

तथाचोक्तं श्रीयुक्तिप्रकाशनामनिग्रंथे-

مانیں۔ وہ ہی درست ہیں۔ کیونکہ زمین وغیرہ پانچ عنصر کال۔ دِشا۔ آتما من یہ نو پدارتھ جُدا جُدا بالتحقیق ہیں۔ ایک جیو کو چیتن مان کر ایشور کو نہ ماننا جین بودھیوں کی تعصب کی بات ہے۔"

دیکھئے یہ تحریر سوامی جی کی کیا عقل ظاہر کر رہی ہے۔ دھرماستی اور ادھرماستی کایہ کو دھرم اور ادھرم یعنی پُن اور پاپ مان کر آتما میں سماویش کرنا کتنی بے سمجھی کی بات ہے۔

آریہ:۔ کہئے صاحب اس میں سوامی جی کیا بھول گئے ہیں؟ جو کہ آپ شیر کی طرح گرج رہے ہیں۔ دھرماستی اور ادھرماستی کایہ کو اگر آپ دھرم اور ادھرم نہیں کہتے۔ تو اور کیا کہتے ہیں؟

جینی:۔ دھرماستی کایہ اور ادھرماستی کایہ ایک اروپی پدارتھ ہیں۔ جو چلنے اور رکنے میں مددگار مانے ہیں۔ نہ کہ پُن اور پاپ سوامی جی ذرا غور کرتے تو معلوم ہو جاتا۔ کہ میں یہ کیا لکھ رہا ہوں۔ پیشتر تو میں نے چلنے اور رکنے میں مددگار ان دونوں پدارتھوں کو لکھا۔ اور اب میں دھرم اور ادھرم یعنی پُن اور پاپ لکھتا ہوں۔ کیا ایسا کبھی ہو سکتا ہے۔ کہ پُن چلنے میں اور پاپ رکنے میں مددگار ہووے؟ اگر ایک گتی سے دوسری گتی میں لے جانے سے پُن کو دھرماستی کایہ میں داخل[1] کر کے چلنے میں مددگار مانوگے تو پاپ کو بھی اسی طرح ماننا پڑیگا۔ کیونکہ پاپ بھی دُرگتی میں لے جانے والا ہے۔ تو پھر رکنے والا کون رہا۔ لیکن جینی ایسا نہیں مانتے ہیں۔ کہ جیو کو پرلوک گمن میں دھرماستی کایہ مددگار ہے بلکہ ایسے مانتے ہیں۔ کہ ہر وقت چلنے میں اور ٹھیرنے میں جو مددگار ہے۔ سو دھرماستی اور ادھرماستی کایہ درب (جوہر) ہیں۔ جیسے کہ آکاش، ہر وقت اوکاش دیتا

---

[1] داخل کرنا۔

بابت واہیات اناپ شناپ باتیں کیوں لکھ دیتے۔
آریہ:- بتائیے کس جگہ پر بغیر سمجھے واہیات باتیں لکھی ہیں۔
جینی:- لو سُن لیجئے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۴ جہاں سے سوامی جی نے جین مت کا کھنڈن کرنا شروع کیا ہے۔ وہاں ایسی بیہودہ باتیں لکھی ہیں۔ کہ جن کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی نے ضرور کسی پوستی کی دوستی کی ہوگی۔ کیونکہ اُس تحریر سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ سوامی جی نے بغیر سوچے سمجھے کاغذ کالے کر ڈالے ہیں۔ چنانچہ سوامی جی کی عقل کا فوٹو ذیل میں دکھلایا جاتا ہے۔
وہوہذا۔ سوامی جی لکھتے ہیں "جینی لوگ دھرماستی کائیہ۔ ادھرماستی کائیہ اکاش آستی کائیہ۔ پُدگل آستی کائیہ۔ جیوآستی کائیہ اور کال ان چھ دربوں (جوہروں) کو مانتے ہیں۔ ان میں سے کال کی آستی کائیہ نہیں مانتے۔ بلکہ ایسا کہتے ہیں۔ کہ کال مجازاً درب (جوہر) ہے حقیقتاً نہیں۔ جینیوں کا چھ دربوں کو ماننا اور جو سوامی جی نے اُن چھ دربوں کی تعریف لکھی ہے وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر محقق بن کر تردید کرتے وقت صرف کوری بال لیلا ہی ظاہر کی ہے۔
آریہ:- وہ تردید کونسی ہے۔ کہ جس میں صرف بال لیلا ہی ظاہر کی ہے
جینی:- سُن لیجئے۔ میں پکش پات رہت ہوکر سچ سُنا دیتا ہوں "محقق نے پہلے تو بودھ مت کا کھنڈن کیا ہے۔ اُس کے بارے میں ہمکو لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اور جو جینیوں کا کھنڈن کرنے کے لئے قلم اُٹھائی ہے اُس کی میں تردید کرتا ہوں۔ سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ "جینیوں کا ماننا درست نہیں۔ کیونکہ دھرم اور ادھرم دونوں درب نہیں ہیں بلکہ گُن ہیں۔ یہ دونوں جیوآستی کائیہ میں آجاتے ہیں۔ اس لئے آکاش پرمانو جیو اور کال مانتے تو ٹھیک تھا۔ اور ویشیشک میں جو نو درب

संसारे नत्थि सुहं जम्म जर मरण रोग सोगेहिं तहवि हु मिच्छंध जिआन कुणंति जिणंद वर धम्मं ॥

بھاوارتھ:۔ باوجودیکہ اس سنسار میں پرانی کو جنم جرا مرن روگ سوگ وغیرہ دکھوں کے سبب سے کسی طرح کا آرام نہیں۔ تو بھی متھیاتھ کے سبب سے اندھے ہوئے پرانی جنیندر کے کہے ہوئے دھرم کو نہیں کر سکتے ہیں۔

سوال:۔ جنیندر کس کو کہتے ہیں؟

جواب:— रागद्वेषादिशत्रून जयतीति जिनः

یعنی راگ دویش آدی شترو کو جیتنے والے جن کہلاتے ہیں۔ اُن کا جو اندر (سوامی) سو جنیندر کہلاتا ہے۔ جن شبد سے صرف کیولی مراد ہے یعنی جس نے کیول گیان (برہم گیان) پیدا کر لیا ہو۔ اور تیرتھنکر پد کے بغیر پائے کے مکتی کو جانے والا ہو۔ سو جن کہلاتا ہے۔ اُنہوں کے جو اندر سو جنیندر کہلاتے ہیں۔ جن کے نام تیرتھنکر۔ جنیشر۔ پرمیشر۔ جوگیشور۔ پرماتما وغیرہ وغیرہ ہیں۔ **آریہ**

واہ واہ خوب سُنایا۔ کیا آپ نے ستیارتھ پرکاش نہیں دیکھا ہے؟ جس کے بارھویں سُملاس میں ہمارے سوامی دیانندجی نے جین مت کی خوب قلعی کھولی ہے۔

جینی:۔ اگر آپ ہم سے سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے سوامی دیانندجی کو جین مت کی ذرا بھی خبر نہیں تھی۔ کیونکہ اگر خبر ہوتی تو جین مت کے سروپ کو سوچے سمجھے بغیر ستیارتھ پرکاش میں جین مت کی

لہ اُلٹی شردھان

ضروری اطلاع

چونکہ میرے پاس اجمیرنگر کے ویدک ینترالے میں بکرم سمت ۱۹۶۴
کا شاستری میں چھپا ہُوا ستیارتھ پرکاش موجود ہے۔ اس لئے
واضح ہو کہ اس کتاب میں اُس اڈیشن کے صفحوں کا حوالہ دیا گیا ہے
اور جو عبارت اُس کتاب سے نقل کی گئی ہے۔ وہ " " نشانات کے
درمیان لکھی گئی ہے۔ نیز اس گرنتھ میں ایک فرضی آریہ اعتراض کنندہ ہوگا
جس کے ساتھ سوال وجواب کئے جائیں گے۔ جن کے انترگت ہی سوامی
جی کے جھوٹے اعتراض خود بخود رد ہو جاوین گے ؞

इत्यलंपल्लवितेन विद्वद्वर्येषु-
जनेषु मुनिलब्धि
विजय

میں شنتت[۱] پرتیتن[۲] کرتا ہوا پرانی اتنے دُکھ برداشت کرتا ہے۔ جن کا کچھ
حساب نہیں۔ مہربانو! اس دُکھ روپ سنسار سے نکال کر مکتی کو دینے
والا صرف ایک دھرم ہی ہے۔ جس کا سروپ سینکڑوں میں سے ایک
دو ہی جانتے ہونگے۔ اس دنیا میں کئی طرح کے ایسے ناسی جھگڑے
پڑھ گئے ہیں۔ جس کے سبب سے بھولے لوگوں کو سچے دھرم کی شناخت
کرنی بہت مشکل ہے۔ اور سینکڑوں مت چل رہے ہیں۔ جن کو
ترک کرکے سب سے اُتم جین مذہب میں آنا بہت ہی مشکل
ہو گیا ہے۔ اور سب سے سرشیٹ جین دھرم کی جھوٹی مذمت کئی متعصبوں
نے اس چالبازی سے کی ہے۔ کہ جس کو پڑھکر جین شاستر سے ناواقف
بھولے لوگ جھٹ اُن کے جال میں پھنس کر جین شاستر اور جینیوں کی
بُرائی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ ایسے بھولے لوگوں کو سمجھانے کے
لئے اور سب سے سرشیٹ جین مذہب پر کئے ہوئے اُن جھوٹے
اعتراضوں کو دور کرنے کے لئے جو سوامی دیانند جی کے رچے ہوئے
ستیارتھ پرکاش کے بارھویں سملاس میں درج ہیں یہ کتاب لکھی گئی
ہے۔ جس کو پڑھکر پکش پات رہت پرانی جھٹ سمجھ جائیں گے۔ کہ
سوامی جی نے جین مت کو جھوٹے ہی الزام لگائے ہیں۔ پس ناظرین
کو چاہیئے۔ کہ اس کتاب کو منصف مزاج ہوکر اور تعصب کو چھوڑ کر شروع
سے آخیر تک پڑھیں اور میری اس رچنا اور محنت کی داد دیں ٭

---

[۱] ہمیشہ ۔ [۲] پھرنا

دیوگتی کو پراپت ہوتا ہے۔ اگر دیوگتی کو بھی پراپت ہوگیا۔ تو کیا وہاں پر بھی کئی قسم کی تکلیفیں پاتا ہے۔ جب اُن کی عمر چھ ماہ باقی رہ جاتی ہے۔ تب چند ایک علامتوں کے تبدیل ہونے پر اُنکو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عمر چھ ماہ باقی رہ گئی ہے۔ اُس وقت وہ سوچ کرتے ہیں کہ ہائے اب ایسی خوبصورت حُوریں کہاں سے ملیں گی۔ ہائے اس دیوردھی کو چھوڑ کر مر جائیں گے۔ اُس وقت اُنکو اس قدر رنج و الم ہوتا ہے۔ کہ تمام زندگی میں اتنے کرم نہیں باندھتے۔ جتنے آخری چھ ماہ میں باندھتے ہیں۔ کرموں کو باندھکر اور انتقال کر کے گدھے کتے وغیرہ کے قالبوں میں جا پڑتے ہیں۔ پس اُس دیوگتی کا پانا نہ پانا برابر ہُوا۔ ہائے افسوس سخت افسوس جس دنیا میں جنم۔ جرا۔ مرن۔ روگ سوگ وغیرہ ذرا بھی جیو کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ اور جیو چار گتی رُوپ سنسار میں نٹ کی طرح نئے نئے بھیسوں کو اختیار کر کے کبھی گاتا ہے کبھی ناچتا ہے۔ کبھی ہنستا ہے۔ کبھی روتا ہے۔ کبھی در بدر ٹکڑے مانگتا پھرتا ہے۔ اس پر بھی باوجود ایسا بُرا حال ہونے کے یہ جیو اپنی بُری عادتیں نہیں چھوڑتا ہے۔ اے انسانو ذرا غور تو کرو کہ اس دنیا میں تم کو کیا آرام ملتا ہے۔ چاروں طرف سے سُکھ کسی آدمی کو نہیں ہے۔ اور نہ ہوگا۔ اگر کسی کو ماں کی طرف سے سُکھ ہوتا ہے۔ تو باپ کی طرف سے بڑا دُکھی رہتا ہے۔ اگر کسی کے ساتھ باپ محبت رکھتا ہو۔ تو اُس کے ساتھ ماں کی محبت نہیں ہوتی اور اگر کسی کے پاس دھن بہت ہو جاتا ہے۔ تو وہ اولاد کیطرف سے دُکھی رہتا ہے۔ اگر دھن اور لڑکے دونوں موجود ہیں۔ تو لڑکا بے ادب نکلتا ہے۔ الغرض چاروں طرف سے کوئی شخص پورا سُکھی نظر نہیں آتا ہے۔ اب آپ ذرا غور تو کریں۔ کہ اس چترگتی سنسار

रागद्वेषपरित्यक्ता विज्ञाताविश्व-
वस्तुनः। सेव्यःसुधाशनेशानो-
गिरीशोध्यायतेमया ॥१॥ ॥
सूरिंश्रीविजयानन्दं तं नमामि निरंतरं।
यस्याभूवं प्रसादेन बालोपि सुखरीतरः॥२
प्रणम्यसद्गुरुं भक्त्यासूरिं श्रीकमलाह्वयं।
मतव्यानां च जैनतां क्रियतेमंडनंमया॥३॥

اے پیارے سجنو اس دنیا میں انادی کال سے راگ و دیش سے ملین ہوا
آتما بذریعہ آٹھ کرم کے کبھی نرک گتی میں جا پیدا ہوتا ہے۔ اور کبھی کیڑے
کی جون میں جا گھسنا ہے۔ اور کبھی کتے بلے کی جون میں جا گرتا ہے۔
جب کچھ پن کا اودے آن چڑھتا ہے۔ تب مذکورہ بالا قالبوں کو چھوڑ
کر انسان ہوتا ہے۔ اگر اس سے بھی زیادہ پن پیدا کر لیتا ہے۔ تب

یہی جیوا لیشور ہو سکتا ہے۔ نباتات۔ اور آگ پانی۔ ہوائیں جیووں کے ہونیکا ثبوت
سچے۔ دیو۔ سچے گرو۔ اور سچے دہرم کی شناخت۔ نوکار منتر کے ارتھ کی تشریح جین
مذہب کی پراچینتا کا ثبوت جین مذہب کے موٹے موٹے اصول وغیرہ وغیرہ انیک توں کی
باتوں کا گرنتھ کرتا نے اس میں سماویش کیا ہے۔ اور ان شبوں کے انترگت ہی
سوامی جی کی کوترکوں کا ناش کر دیا ہے۔ جو غور سے پڑھنے پر علوم ہو جائیگا کہ کتاب ہذا
میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ سو سب با حوالا اور پرمان یکتی سے لکھا گیا ہے۔ امیں
کسی آریہ سماجی صاحبان کو برا نہ ماننے چاہیئے۔ کیونکہ مہاراج جی صاحب نے جو کچھ لکھا
ہے۔ صرف سچ اور جھوٹ کی شناخت کیلئے ہے۔ نیز جو سوامی جی نے جین
دہرم پر جھوٹے ہی الزام لگائے ہیں۔ انکا کھوکھلا پن پبلک پر ظاہر کرنے کیلئے
اتنا اودم کیا ہے۔ جب آریہ سماجی صاحبان اور پبلک مہربان اس کتاب کو
بغور شروع سے آخیر تک پڑھیگی۔ تو ان سب کو سچ اور جھوٹ کی شناخت
ہو جاویگی۔ جب تک سچ اور جھوٹ کی شناخت نہیں ہوتی۔ تب تک بھولے
لوگوں کو کئی قسم کے شک و شبہ رہتے ہیں۔ پس نیک نہاد لوگوں کو چاہیئے۔ کہ اس
کتاب کو غور سے پڑھیں۔ اور سچ و جھوٹ کی تحقیقات کریں۔

بقول سے العاقل تکفیتہ الاشارتہ

ہر انسان کا منصف مزاج ہو کر تحقیقات کرنا فرض اعلےٰ ہے۔

الراقم

نتھورام ولد لالہ راودھامل جینی زیرہ
ضلع فیروزپور پنجاب

کشن لعل جی صاحب مقیم زیرہ اور لالہ پنا لعل جی صاحب امرتسری اور لالہ جوہر لعل
جی صاحب سکندرآباد (یو پی) وغیرہ وغیرہ صاحبان کی پرارتھنا ستیارتھ پرکاش
کے بارھویں سملاس کے کھنڈن کیلئے آئی کرکپا ناتھ کرنا ساگر آپ ستیارتھ پرکاش
کا کھنڈن ضرور کریں۔ کیونکہ کئی ایک بھولے لوگ سرشٹ جین دھرم سے
پتت ہو رہے ہیں۔ اور نیز کوئی جین مذہب کی بابت کچھ بتلا رہا ہے۔ اور کوئی
کچھ جتلا رہا ہے۔ غرضیکہ جین دھرم پر کئی قسم کے الزام عاید ہو رہے ہیں۔ مہاراج
جی صاحب نے مذکورہ مہاشیاؤں کی سرشٹ پرارتھنا کا بہت لابھ کا کارن جان
کر آنادر نہ کیا۔ اور کھنڈن لکھنا پرارنبھ کیا۔ اگرچہ سوامی جی نے ستیارتھ
پرکاش میں جگہ جگہ پر ناستک وغیرہ برے لفظوں کا پرکاش کرتے وقت نہیں
سوچا۔ کہ اگر ہم کو کوئی ناستک کہے۔ اور ہمارے لئے برے الفاظ بولے
تو کس قدر رنج ہوتا ہے۔ ایسا ہی دوسرے کو بھی ہوگا۔ مگر مہاراج جی صاحب نے
باوجود ایسے ایسے سخت الفاظ کے دیکھنے کے بھی اپنی سادھو برتی انوسار شانتی
ہی رکھی ہے۔ کیونکہ انکا پرم دھرم چھما ہے۔ اسلئے ایسے الفاظ کا استعمال نہیں کیا۔
شیریں زبان اور تہذیب آمیز لفظوں میں لکھکر گرنتھ بنا کمترین کو پکڑایا۔ اور
زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو صاف کرکے لکھنا ایک تو چھپنے کیلئے
کاپی تیار ہو جاویگی۔ اور دوسرے جو تم نے پوچھا تھا۔ کہ سوامی جی نے جو اعتراض کئے
ہیں آیا وہ ٹھیک ہیں؟ انکی سچائی بھی کہ کہاں تک ہے۔ معلوم ہو جاویگی جس
وقت یہ کلمہ میرے کان میں آیا۔ اتنا آنند پایا کہ پھولا جامے میں نہ سمایا۔ پھر چرن
کمل کو ہاتھ لگایا۔ بعدہ تحریر شدہ اوراق لیکر بھگوت کا شکر بجا لایا۔ ایشور جگت
کا کرتا نہیں ہے۔ ایشور پھل پردا تا نہیں۔ ایشور سرب بیاپک نہیں۔ مورتی پوجن کا ثبوت
جڑھ کرم کیسے پھل دیسکتے ہیں اسکی سدھی۔ کرم کا کرتا اور بھوگتا جیو خود ہی ہے

شانتی کی شیلی کو جاننے والے پانچ مہابرت دھارک جنکا چت شُدھ ہے۔ اِس جہاں فانی سے تارک شُدھی ہے۔ جنکی ہمیشہ اپکارک۔ ایسے مہاتما کی تعریف لکھنے کی مجھکو چنداں ضرورت نہیں کیونکہ اُنکا گیان اِس کتاب کے مطالعہ سے ہی معلوم ہو جاویگا۔ اَور نیز بندے میں اتنا مادہ بھی نہیں کہ اُنکی یا اُنکی تالیف شدہ کتاب کی میں تعریف لکھ سکوں ناظرین والا تمکین کتاب ہذا کے پڑھنے سے ہی خود بخود سمجھ جاوینگے۔ کہ اکثر متوں سے واقف کار۔ اور گیان کے بھنڈار۔ تارن اَور ترن ہار۔ اپنی کریا میں شب و روز ہوشیار اَور راہ راست کے خبردار ایسے پُرش شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ بمپون سجن اَور پاٹھک برند کو معلوم ہووے کہ کچھ عرصہ ہُوا کہ آریہ سماج کے بانی مبانی دیانند جی سرستی ہوئے ہیں انہوں نے اکثر کرکے ہر ایک مذہب پر حملہ کیا ہے۔ جن میں سے جین مت کی بابت بھی بہت کچھ من مانا لیکھ لکھا ہے۔ کہ جس کو پڑھکر سوامی جی کی شائستگی کا نمونہ پبلک پر خود بخود ہی روشن ہو جاتا ہے۔ میں نے ایسے جھوٹے اعتراض دیکھکر مہاراج جی صاحب موصوف سے پوچھا۔ کہ کیا ناتھ سوامی جی نے جو اعتراض جین دہرم پر کئے ہیں۔ آیا وہ درست ہیں۔؟۔ اس پر مہاراج صاحب کو ستیارتھ پرکاش دیکھنے کا خیال ہُوا۔ اسی اثنا میں جب ستیارتھ پرکاش زیر مطالعہ تھی۔ کئی ایک ساجیوں کیبستے مہاراج جی صاحب کی گفتگو بھی ہُوئی جب ستیارتھ پرکاش کا بارھواں سُملاس مہاراج جی صاحب کی نظر مبارک سے گذرا۔ تو معلوم کر لیا۔ کہ سوامی جی نے جھوٹے ہی الزام جین دہرم پر لگائے ہیں۔ چونکہ مہاراج جی صاحب شانتی کے ساگر ہیں۔ اس واسطے شانتی ہی رکھی اور کھنڈن نہ کیا۔

بابو بہاری لعل جی صاحب بی۔ اے شہر جالندھر نواسی اور لالہ ہریال مل جی صاحب حکیم اور منشی ماگھی رام جی صاحب مرحوم اور لالہ

۲۰۴

وجہ تصنیف کتاب ہذا

منگلاچرن

(۱) کرتا ہوں پہلے میں منگلاچرن ۔ ہو جاوے بگنوں کا تاکہ ہرن ۔
(۲) اول نمسکار ارہن کو ہو ۔ نہیں ثانی جن کے دگر دیو کو ۔
(۳) ہمہ صفت موصوف بھگوت میرے ۔ یہ طاقت ہے کس میں جو کہے گن تیرے ۔
(۴) پھر بندہ ہوں سدھوں کو میں بار بار ۔ کہ سکھ کا نہیں جن کے ہے پاراوار
(۵) مکتی سے واپس نہ آنا کبھی ۔ کٹ گئے کرم ان کے بالکل سبھی
(۶) پھر ہے اچاریہ مہاراج کو ۔ میری بندنا اُن کو ترکال ہو ۔
(۷) کہ کل گچھ کے مالک یہ تریا جناب ۔ کہ چھتیس گن جن میں ہیں نایاب
(۸) ازیں بعد اُپادھیا کو نمن ۔ کہ تعلیم دین سب کو یہ راہنموں ۔
(۹) گیان کا دینا جی ہے گن بڑا ۔ ان کی سگرن آخر ہوں میں پڑا ۔
(۱۰) ہمہ منی راجوں کو پھر ہے سلام ۔ کہ دنیا کو چھوڑا نہ چاہنا آرام
(۱۱) نہ جینے کی خواہش نہ خوف مرن ۔ کریں نیک اُپدیش تارن ترن ۔
(۱۲) نتھو رام کہتا ہے ۔ یہ سر جھکا ۔ کہ بھگوت سے ہر دم ہے یہی التجا ۔
(۱۳) کہ تیری ہی بھگتی میں کرتا ہوں ۔ سر تیرے چرنوں میں دھرتا رہوں ۔
(۱۴) آخر میں تیری ہی مجھکو شرن ۔ کہ تا چھوٹے میرا یہ جنم مرن ۔

بعد حمد و ثنا ارہنت سدھ ۔ آچاریہ ۔ اُپادھیا ۔ او سب منی راجوں کے یہ بندہ ہیچمدان ناظرین والا تمکین کی خدمت میں عرض رساں ہے ۔ کہ انیک گرنتھوں کے دیکھنے او دیگر منیوں سے واقف شری شری جین تن نیائے ساگر صبر مہا پدیشک شری منی لبدھی بجے جی مہاراج ہیں ۔ نام اسم بامسمے ہے

मनि श्री जैन रतन न्याय सागर धर्म उपदेशक

मुनि लब्धि विजय जी

जन्म मानसा, ज्ञाति श्रीमाली

जन्म, सं: १९४०, दीक्षा सं. १९५९ में उंभा

Engraved and Printed
by The Calcutta Phototype

بوزن:- تیری بھگتی چھوڑ مست گرو اور کہاں جائیں گے

انچلی:- شری گرو لبھی بجے لبھی کے دھاری ہیں۔

ع۱ ل۔ لالچ سے ہے منہ موڑا - گھربار سب نے چھوڑا -
دُنیا سے ہے موہ توڑا - بال برہم چاری ہیں -
ع۲ ب - بیجے نند شوری رایا - سوری سم ہے نام پایا -
جس جن کا جگ میں چھایا ہو سے اقاری ہیں -
ع۳ د - دیا دان گن کے دھامی - شری کمل سوری نامی -
بیجے نند سوری سوامی - کے پٹ دھاری ہیں -
ع۴ ہ - ہے گرو ان کو دھارا - کام کرودھ مان مارا -
پیدل ہی ہے سنچارا - کرتے نہیں اسواری ہیں۔
ع۵ ی۔ یدی کوئی شنکا لاوے - اُتر اپنا پورا پاوے۔
خوش ہو کے اپنے جاوے - سمتا رس بھنڈاری ہیں۔
ع۶ ب۔ بال بچے سنجم لینا - مانگ کر ہے کھانا پینا۔
ملے نہ تو صبر کینا - در در بکھیاری ہیں -
ع۷ ج - جب بھی بکھیان کرتے - ہیں پھول منہ سے جھڑتے
سب پرانی سن کرتے - بچن گن کاری ہیں -
ع۸ ی۔ یہ سب کا تھیں پیارے - آدی حرف ان کے سارے
لبھی بجے نام تارے - جگ میں اُپکاری ہیں۔
ع۹ موتی بائی نام ماتا - پتا ہے پلی تھمبر داسا۔
مانسہ ہے شہر واسا - گرو ہتکاری ہیں -
ع۱۰ چھپے جن کے گن گھنیرے - بال چرنے ہوئے تیرے -
ہے تقسیم نام حقیر - ان کے بلہاری ہیں -

ॐ

شری بتیراگ آگمہ

دیانند کُترک تِمِر ترنی

المعروف

گوہر بے بہا

جس کو شری شری شری شری ۱۰۰۸ شری تپ گچھ آچاریہ نیایام
بھونیدھی شری جیالل منی مہاراج شری مد بجیانند سوری پرسید نام شری آتما رام
جی مہاراج کے پٹ دھر آچاریہ شری شری شری شری ۱۰۰۸ شری کمل
بجے جی سوری کے شیش شریان شری منی لبدھی بجے جی مہاراج نے رچا۔
اور لالہ لبھو رام خلف لالہ جیدیال مل جینی ساکن زیرہ ضلع فیروزپور

نے

چھپواکر پرسدھ کیا۔

شری بیر سمت ۲۴۳۶ شری آتم سمت ۱۵ بکرم سمت ۱۹۶۸ عیسوی سنہ ۱۹۱۱

راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور

تعداد ۵۰۰ دفعہ اول قیمت ۲ [illegible]